ماہنامہ
# نقیبِ ختمِ نبوّت
ملتان

۶ جمادی الاوّل ۱۴۲۸ھ ...... جون ۲۰۰۷ء

بیاد
## ضیغمِ احرار شیخ حسام الدین رحمتہ اللہ علیہ

## تحریف قرآن کی ایک نئی سازش

## مرزائیت کا ماضی و حال

## مجھے نقاب سے محبت ہے

## چیف جسٹس کی واپسی

## نورِ ہدایت

## القرآن

''بھلا تم نے اس شخص کو دیکھا جس نے اپنی خواہش کو معبود بنا رکھا ہے اور باوجود جاننے بوجھنے کے (گمراہ ہو رہا ہے تو) اللہ نے (بھی) اس کو گمراہ کر دیا۔ اور اس کے کانوں اور دل پر مہر لگا دی اور اس کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا۔ اب اللہ کے سوا کون اس کو راہ پر لا سکتا ہے؟ تو کیا تم نصیحت نہیں پکڑتے۔'' (الجاثیہ:۲۳)

## الحدیث

''جب تمہارے امراء تم میں بہترین لوگوں میں سے ہوں اور تمہارے مال دار تم میں سب سے سخی ہوں اور تمہارے معاملات تمہارے مابین مشورہ سے ہوں تو زمین کی پشت تمہارے لیے اس کے پیٹ سے بہتر ہے اور اگر تمہارے امراء تم میں سے بدترین لوگوں میں سے ہوں اور تمہارے مال دار تم میں سب سے زیادہ بخیل (کنجوس) ہوں اور تمہارے معاملات عورتوں کے سپرد ہوں تو زمین کا پیٹ تمہارے لیے اس کی پشت سے بہتر ہے۔''

(ترمذی، کتاب الفتن:۲۲۶۷)

## بادشاہوں کا زوال

''دنیا میں حق وصداقت کی آواز کبھی تاج وتخت یا ایوان ومحل سے نہیں اٹھتی، بلکہ ہمیشہ اس کا سرچشمہ ویران جنگلوں، چٹیل چٹانوں اور سنسان صحراؤں کے اندر رہا ہے اور یہ بھی ''اُس شاہد عجائب پسند'' کا عجیب وغریب کرشمہ ہے کہ ہمیشہ شکستگی اور افتادگی ہی کو محبوب رکھتا ہے، اپنا گھر بھی بناتا ہے تو ٹوٹے ہوئے زخمی دلوں میں، اپنی آواز بھی سناتا ہے تو کانٹے پڑے ہوئے خشک ہونٹوں کے ذریعے، پھر اپنے حسن وجمال کی جلوہ گاہ بھی بنائے گا تو تاریک غاروں میں، شکستہ دیواروں اور پھٹی ہوئی چٹائیوں کو...... اگر ''وہ'' نہیں ہے تو آخر کون ہے؟ جس کا ہاتھ گلیم فقر و مسکینی سے نکلتا ہے اور بادشاہوں کے تخت وتاج الٹ کر رکھ دیتا ہے۔ چند بے نوا فقیروں کو تھام لیتا ہے اور وہ لاکھوں دلوں کو دنیا کی بڑی بڑی قوتوں کے تسلط سے نکال کر اس کے آگے سربسجود کرا لیتے ہیں۔''

(امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد رحمہ اللہ)

ماہنامہ
# نقیبِ ختمِ نبوت ملتان

جلد 18 شمارہ 6 جمادی الاوّل 1428ھ — جون 2007ء

Regd.M.NO.32, I.S.S.N.1811-5411

بیاد —————
سید الاحرار حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری قدس اللہ سرہ

بانی —————
ابن امیر شریعت سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

زیرِ سرپرستی —————
مولانا حضرت خواجہ خان محمد مدظلہ

ابن امیر شریعت حضرت پیر جی
سید عطاء المہیمن بخاری

مدیر مسئول —————
سید محمد کفیل بخاری

معاون مدیر —————
شیخ حبیب الرحمن بٹالوی

رفقاءِ فکر —————
پروفیسر خالد شبیر احمد
عبداللطیف خالد چیمہ، سید یونس الحسنی
مولانا محمد مغیرہ، محمد عمر فاروق

آرٹ ایڈیٹر —————
محمد الیاس میرانپوری
ilyas_miranpuri@yahoo.com
ilyasmiranpuri@gmail.com

سرکولیشن منیجر —————
محمد یوسف شاد

تشکیل


| | | | |
|---|---|---|---|
| دل کی بات: | ''اب کے منظر میں دریچہ بھی نیا رکھا ہے'' | مدیر | 2 |
| شذرہ: | چیف جسٹس کی واپسی | انیف کاشر | 4 |
| دین و دانش: | درسِ حدیث | مولانا عبداللطیف مدنی | 5 |
| افکار: | صرف اقتدار کے لیے! | سید محمد معاویہ بخاری | 8 |
| // | مظلوموں کے خونِ ناحق کا ذمہ دار کون؟ | محمد سہیل باوا | 11 |
| // | اصحابِ سبت سے عبرت پکڑیں | پروفیسر محمد حمزہ نعیم | 13 |
| شاعری: | حمد باری تعالیٰ | سید کاشف گیلانی | 18 |
| // | نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم | سید حباب ترمذی | 19 |
| // | مناجات، نعت | ڈاکٹر امتیاز احمد عباسی | 20 |
| // | غزل | پروفیسر خالد شبیر احمد | 21 |
| ردّ قادیانیت: | مرزائیت کا ماضی وحال | سید عطاء المحسن بخاریؒ | 22 |
| // | تحریفِ قرآن کی نئی سازش | مولانا مشتاق احمد چنیوٹی | 29 |
| شخصیت: | ضیغم احرار شیخ حسام الدین رحمۃ اللہ علیہ | ڈاکٹر شاہد کاشمیری | 35 |
| روشنی: | میرا قبولِ اسلام | عرفان محمود برق | 40 |
| // | مجھے نقاب سے محبت ہے | یون رڈلے | 46 |
| خاکہ: | میاں جی | شیخ حبیب الرحمن بٹالوی | 50 |
| طنز و مزاح: | زبان میری ہے بات اُن کی | ساغر اقبالی | 52 |
| حسن انتقاد: | تبصرۂ کتب | سید محمد کفیل بخاری | 53 |
| اخبار الاحرار: | مجلس احرار اسلام کی سرگرمیاں | ادارہ | 57 |
| ترحیم: | مسافرانِ آخرت | ادارہ | 63 |


زرِ تعاون سالانہ
اندرون ملک ——— 150 روپے
بیرون ملک ——— 1500 روپے
فی شمارہ ——— 15 روپے

ترسیل زر بنام: نقیبِ ختمِ نبوت
اکاؤنٹ نمبر 1-5278
یو بی ایل چوک مہربان ملتان

ای میل ایڈریس
majlisahrar@hotmail.com
majlisahrar@yahoo.com

تحریکِ تحفظِ ختمِ نبوۃ شعبۂ تبلیغ مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان

مقامِ اشاعت: دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان ناشر: سید محمد کفیل بخاری طابع: تشکیل نو پرنٹرز

Dar-e-Bani Hashim, Mehrban Colony, Multan.(Pakistan)

رابطہ: دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان
☎061-4511961

دل کی بات

# ''اب کے منظر میں دریچہ بھی نیا رکھا ہے''

جنرل پرویز مشرف نے کہا ہے:

''ناکام ہوا تو اقتدار چھوڑ دوں گا۔ میں حکومت میں اس لیے نہیں ہوں کہ یہ ملک ناکام ہو۔ اصولی طور پر وردی جمہوریت کے اصولوں کے خلاف ہے تاہم پاکستان کی پارلیمنٹ نے مجھے دو تہائی اکثریت سے وردی پہننے کا حق دیا ہے۔ وردی اب میری کھال بن چکی ہے، اسے کیسے اتار دوں۔ سپریم کورٹ میں صدارتی ریفرنس کی سماعت کی لمحہ بہ لمحہ کارروائی دی جاتی ہے۔ جیسے پاکستان میں آگ لگی ہوئی ہے۔ بعض لوگ اس مسئلے کو سیاسی بنا رہے ہیں اور میری حکومت کے خلاف سازشیں کر رہے ہیں۔ کراچی میں خون خرابے کے ذمہ دار چیف جسٹس ہیں۔ وہ کراچی نہ آتے تو سانحہ نہ ہوتا۔ یہ سچ اور جھوٹ کی جنگ ہے۔ جھوٹ جیتا تو وہ رونے والا دن ہوگا۔''

یہ وہ شاہی فرمودات ہیں جو گزشتہ ہفتے مختلف تقاریب اور ایک نجی ٹی وی چینل کے افتتاح کے موقع پر جاری ہوئے۔ ''شاہ پرویز'' نے ان فرمودات میں بعض حقائق کو تسلیم کیا ہے اور بعض حقیقتوں کا نہایت ڈھٹائی سے انکار بھی کیا ہے۔ امن وامان کی صورت حال پورے ملک میں انتہائی خراب اور تشویش ناک ہے۔ بم دھماکے، فائرنگ، قتل وغارت گری، ڈاکے، اغواء، لوٹ مار، آبروریزی، روزافزوں مہنگائی، بے روزگاری، منہ زور فحاشی وعریانی، بے دینی ومذہب بیزاری کا فروغ، روشن خیالی کی آڑ میں ژولیدہ خیالی کی ترویج، اسلام کا استہزاء وتمسخر، دینی قدروں کی پامالی اور دین والوں کی تذلیل، ہماری تہذیبی وسماجی قدروں کی بربادی، خاندانی نظام سے بغاوت اور اس کا خاتمہ یہ سب ''نیک کام'' صدر پرویز کی مبینہ روشن خیالی کا شاخسانہ ہیں۔ کیا ملک کے اندر یہ سب کچھ نہیں ہو رہا؟ کیا ملک میں کوئی آئین وقانون باقی ہے؟ اور کیا جنرل پرویز اس صورت حال کو اپنی کامیابی قرار دیں گے؟ اگر یہی کامیابی ہے تو پھر ناکامی کسے کہتے ہیں؟ حقیقت یہ ہے کہ نہ صرف جنرل پرویز بری طرح ناکام ہوگئے ہیں بلکہ اُن کے غلط اقدامات کی وجہ سے عالمی استعمار کے تھنک ٹینک پاکستان کو بھی ایک ناکام ریاست کے طور پر پیش کر رہے ہیں۔ قوم کے دل میں وردی کی پہلے بھی قدر تھی اور آج بھی ہے۔ لیکن وردی پہن کر غلط کام کرنے والے کی کوئی عزت نہیں رہی۔ جس پارلیمنٹ کی دو تہائی اکثریت نے انھیں وردی اور صدارت کا حق دیا ہے، وہ سب کے سب نیب زدہ ہیں۔ اُن کے جرائم کی فائلیں اسی شرط پر بند کی گئی تھیں کہ وہ مکمل فرماں برداری کا مظاہرہ کریں اور قصرِ شاہی سے صادر ہونے والے ہر حکم کی تعمیل کریں۔ ورنہ فائلیں کھل جائیں گی۔ نیب زدہ دو تہائی اکثریت نے ہر شاہی ونادر شاہی فرمان کی تعمیل کی اور شاہ پرویز کے روبرو کورنش بھی بجالائے۔ اکثریت کے اِس عارضی

منظر کو دیکھ کر دل تو خوش کیا جا سکتا ہے لیکن انھیں سولہ کروڑ عوام قرار نہیں دیا جا سکتا۔

۹ / مارچ کو چیف جسٹس آف پاکستان کے ساتھ جو تنازعہ شروع کیا گیا' وہ اپنے نتیجہ پر پہنچنے والا ہے۔ پاکستان کی تمام بار کونسلز' جج' چیف جسٹس کے ساتھ ہیں۔ وکلاء سینہ تان کر چیف جسٹس کے سامنے سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن گئے ہیں۔ عوام چیف جسٹس کے ساتھ ہیں۔ اس کا مظاہرہ ملک بھر میں ہوا' دنیا نے دیکھا لیکن شاید شاہ پرویز عمداً نہیں دیکھ رہے۔ چیف جسٹس ۱۲ / مئی کو سندھ ہائی کورٹ بار ایسوسی ایشن کی دعوت پر کراچی گئے تو انھیں ایئر پورٹ پر ہی مقید کر دیا اور شام کو واپس اسلام آباد بھیج دیا۔ سارا دن عوام پر سیدھی گولیاں برسائی گئیں۔ پچاس سے زائد بے گناہ انسانوں کی لاشیں کراچی کی شاہراہوں پر تڑپائی اور گرائی گئیں۔ ٹی وی کیمرہ نے پوری دنیا کو دکھایا کہ گولیاں کون چلا رہا ہے اور کون لوگ مر رہے ہیں۔ لیکن نہیں دیکھا تو شاہ پرویز نے نہیں دیکھا۔ کراچی میں لاشیں گر رہی تھیں اور شاہ پرویز اسلام آباد میں ڈھول کی تھاپ اور گھوڑوں کے رقص کے روبرو ایک پھس پھسی ریلی سے خطاب کر رہے تھے۔ چیف جسٹس کے سندھ بار سے خطاب سے پہلے سے طے شدہ اور اعلان شدہ پروگرام کے مقابلے میں اُسی روز کراچی میں ایم کیو ایم کی ریلی کا انعقاد محض اتفاق ہے یا قتل و غارت گری کی منظم سازش؟ اس سادہ سے سوال کا کوئی معقول جواب حکمران اب تک نہیں دے سکے۔ الٹا یہ فرمان جاری ہوا کہ:

> ''سندھ حکومت نے بروقت اور درست اقدامات کیے۔ میں نہیں جانتا کہ فائر کس نے کیے۔ ایم کیو ایم نے ریلی نکال کر سیاسی جواب دیا، طاقت دکھانا اس کا حق ہے۔''

جنرل پرویز کو آنکھیں کھول لینی چاہئیں اور کھلی آنکھوں دیکھ کر تسلیم کر لینا چاہیے کہ وہ ناکام ہو چکے ہیں۔ انھیں اقتدار سے سبکدوش ہو جانا چاہیے۔ عدلیہ کے تیور بدلے ہوئے ہیں۔ چیف جسٹس عدلیہ کی آزادی و خود مختاری کے لیے کٹہرے میں آ کھڑے ہوئے ہیں۔ اپوزیشن کی تمام جماعتیں انھیں مسترد کر رہی ہیں۔ جنرل صاحب جلسے کر کے کس کے لیے ووٹ مانگ رہے ہیں؟ پاکستان کی تاریخ تو یہی بتاتی ہے کہ جب آمروں کا زوال شروع ہوتا ہے وہ تو شہروں کا رخ کرتے ہیں اور جلسے کرتے ہیں۔ لیکن نتیجہ اُن کی واپسی پر ہی منتج ہوتا ہے۔

تختِ اقتدار پر بٹھانے اور اٹھانے والی قوتیں دونوں کام بڑی مہارت، تدبیر اور منصوبہ بندی کے ساتھ سرانجام دیتی ہیں۔ حالات بدلنا اور منظر تبدیل کرنا اُن کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہوتا ہے۔ لیکن دلچسپ امر یہ ہے کہ......

اب کے منظر میں دریچہ بھی نیا رکھا ہے
شاخ کے ساتھ پرندہ بھی نیا رکھا ہے

☆☆☆

انیف کاشر

# چیف جسٹس کی واپسی

چیف جسٹس کراچی سے واپس اسلام آباد چلے گئے۔ اچھا ہی ہوا' انھیں جانا چاہیے تھا۔ اچھے لوگ اپنوں کا ساتھ نہیں چھوڑتے ......ان کے وکلاء کی سندھ بدری کے بعد ان کا وہاں رہنے کا جواز تھا یا نہیں مگر حکومت اور اس کی حلیف جماعتوں کو کسی طور ان کا بنیادی حق استعمال کرنا پسند نہ تھا۔ لسانی جماعت کا ہر کارندہ نجی ٹی وی چینلز پر ''یاوہ گوئی'' کرتا رہا۔ انھیں کرنی چاہیے تھی۔ ان کے ''باوا'' نے مقتدر شخصیت سے باقاعدہ اجازت جو لے رکھی تھی۔ طارق عزیز (نیشنل سیکورٹی کونسل کے سیکرٹری) سے لاشوں کے گرانے اور پھر اس پر خود ہی ماتم کناں ہونے کا ''معاملہ'' طے پا چکا تھا۔ اس لیے لاشیں گرنی چاہیے تھیں۔ گر گئیں۔ بھیڑیئے نے اپنوں کا شکار بھی کیا۔ کرنا چاہیے تھا۔ ''نوازشات'' اور ''برکات'' اسی میں تھیں مگر کوئی ان نوازشات و برکات پر کب تک پلے گا؟ کب تک جیئے گا؟ کب تک زنا، اغوا، قتل، لوٹ کھسوٹ، عیش و عشرت اپنی جاہلانہ، مکارانہ و عیارانہ گفتگو سے بچوں، جوانوں، بوڑھوں، عورتوں کو بہلاتا پھسلاتا رہے گا؟ اس کی عیاری و مکاری آخر ایک نہ ایک دن اس کے اپنے کارکنوں پر بھی عیاں ہو ہی جائے گی کہ کس طرح ان کا گرو اور اس کے چیلے ڈالروں اور دنیاوی آسائشوں کی خاطر اپنے ہی عزیز ترین کارکنوں کا بھی خون کر دیتے ہیں اور کس طرح اوروں کا رانجھا راضی رکھنے کے لیے ہر حربہ استعمال اور پر فریب چال چلنے سے بھی گریز نہیں کرتے۔ ان کے دل پتھر اور دماغ بنجر ہو چکے ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ جو سوچنے سمجھنے کی صلاحیت سے محروم ہو جائیں' انھیں معلوم نہیں ہوتا کہ کتنی ماؤں کے کلیجے چھلنی ہو گئے؟ کتنے دیدے پھوٹ گئے؟ کتنے بچے یتیم ہو گئے، کتنی عورتیں بیوہ ہو گئیں، کتنی بہنوں کے بھائی چھن گئے۔ وہ اپنے گناہ پر نادم ہونے کی بجائے اپنے گناہ بھی دوسروں پر ڈال کر اتراتے اور اس ''کمینے جھوٹ'' پر فخریہ دندناتے ہیں اور کہتے ہیں کہ روڈ کی سیاست کیا معنی؟ ہم بھی تو سیاست کر رہے ہیں۔ ہم تو عدلیہ کی آزادی کی ریلی نکال کر اس میں کسی ذی شعور انسان کو جینے کا حق دیئے بغیر ''بانگ دہل'' بدی اور اس کے پوری شیطانی عوامل کے ساتھ کوشاں ہیں۔ کیا ہوا اگر پنجاب کی جاٹ حکومت نے چند بازاری کوٹوں سے چند اوباشوں کو کیموفلاج کر دیا تھا تو آج ہم نے بھی مخصوص خواتین کی ایک مخصوص تعداد کو وہی لباس زیب تن کروایا تاکہ ہمارا شمار بھی کسی نہ کسی طور پنجاب کے ہم منصب، ہم خیال و ہم نشیں میں ہو جائے۔ ہمیں ''مستقل قومی مصیبت'' سمجھے والے بھول گئے کہ ایک ہم ہی تو ہیں جنھوں نے جنرل پرویز کی اس مشکل گھڑی میں مدد کی ہے۔ انھوں نے جب سے صدارتی ریفرنس بھیجا تھا۔ وکلاء اور عوام جس بے باکی سے چیف جسٹس کے ساتھ اظہارِ یکجہتی کے لیے اس ریفرنس کے خلاف اپنا احتجاج ریکارڈ کروا رہے تھے۔ تب سے ان کے دل میں بے اطمانیت تھی، رات کی نیند اور دن کا چین چھن چکا تھا۔ ان کے دل کو قرار اور طمانیت بخشنے کے لیے ہم تو اور بھی بہت کچھ کرتے ہیں مگر خاص طور پر ان حالات میں حسبِ سابق انسانوں کو ماہی بے آب کی طرح تڑپا کر ان کے جسموں کو چھلنی کر کے نیکی کو وہ تگنی کا ناچ نچایا کہ اسے چھپنے کی جگہ نہ مل پائی، ہماری شہ پا کر بدی ایسے دندنائی کہ خونخوار درندوں نے شرم سے گردن جھکائی اور ہم سر اٹھا کر چلے کہ فتح پائی۔

چیف جسٹس سے ان کا سندھ بار کونسل سے بنیادی، اخلاقی اور قانونی حق چھین لیا اور وہ اسلام آباد چلے گئے۔ اب ہمارے جنرل صاحب سکھ اور چین پائیں گے اور اپنے پروگرام کو آگے بڑھائیں گے۔

مولانا عبداللطیف مدنی
استاذ الحدیث جامعہ عربیہ چنیوٹ

درسِ حدیث

# ایمان سب پریشانیوں کا علاج ہے

## ایمان کے لغوی معنی:

ایمان ''امن'' سے باب افعال ہے اور امن خوف کی ضد ہے تو ایمان کے معنی ہوئے مطمئن اور بے خوف کر دینا، اور ایمان لانے کا مطلب بھی یہی ہوتا ہے کہ ایمان لانے والا اس کو جس پر ایمان لایا ہے اپنی تکذیب ومخالفت سے بے خوف اور مطمئن کر دیتا ہے۔ مومن کو بھی مومن اس لیے کہا جاتا ہے کہ لوگ اپنی جان ومال کے بارے میں اس سے مامون اور بے خوف ہوتے ہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

اَلْمُؤْمِنُ مَنْ اٰمِنَه النَّاسُ عَلٰی دِمَائِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ (مشکوٰۃ)

مومن وہ ہے کہ جس سے لوگ اپنی جان اور مال کے بارے میں مامون رہیں۔ مومن نے ایمان لا کر جب اپنی تکذیب سے بے خوف کر دیا تو اب اس کے لیے ضروری اور لازم ہے کہ اس کی تصدیق کرے اور مان لے...... حاصل یہ ہے کہ ایمان صرف جاننے، پہچاننے کا نام نہیں بلکہ ایمان کی تصدیق قلبی یعنی قبول کرنے اور ماننے کا نام ہے۔

چنانچہ قرآن کریم میں ہے:

وَمَااَنْتَ بِمُوءْمِنٍ لَّنَا وَ لَوْ كُنَّا صَادِقِيْن. (یوسف)

اور آپ ہماری بات کا یقین نہیں کریں گے اگر چہ ہم سچے ہی ہوں

## ایمان کے شرعی معنی:

شریعت میں تمام ضروریاتِ دین کے ماننے کا نام ایمان ہے۔ امام شافعی، امام بخاری اور اکثر محدثین فرماتے ہیں کہ ایمان تصدیق قلبی، اقرار لسانی اور اعمال جوارح کا نام ہے یعنی ایمان تین اجزاء سے مرکب ہے مگر سب کی جزئیات یکساں نہیں۔ تصدیق قلبی اصل الاصول ہے۔ اقرار لسانی اور اعمال اجزاء تکمیلی ہیں۔ اجزاء حقیقی نہیں جن کے نہ ہونے سے ایمان زائل ہو جاتا ہو۔ اس سے واضح ہو گیا کہ احناف، شوافع اور محدثین میں کوئی حقیقی اختلاف نہیں ہے اور یہ اختلاف کہ ایمان بسیط ہے یا مرکب۔ اس کا نتیجہ ایک ہی ہے اور یہ صرف لفظی اختلاف ہے جو اپنے اپنے زمانے کے لحاظ سے ظہور پذیر ہوا۔ کیوں کہ احناف کے زمانہ میں معتزلہ اور خوارج تھے جو عمل نہ کرنے والے کو کافر کہتے تھے جس سے مایوسی پھیل رہی تھی کہ عمل نہیں ہوگا تو ایمان ختم اور جنت نہیں ملے گی۔ ایمان پر قائم رہنا ہمارے بس میں نہیں اس لیے احناف نے

کہا کہ ایمان صرف تصدیق قلبی کا نام ہے اور شوافع ومحدثین کے زمانہ میں مرجیہ تھے جو اعمال کو بالکل نہیں مانتے تھے، وہ کہتے تھے کہ ان کی کوئی ضرورت نہیں۔ان کا مشہور مقولہ ہے کہ ''طاعت کا کوئی فائدہ نہیں اور معصیت کا کوئی نقصان نہیں ۔''اس لیے شوافع اور حضرات محدثین نے فرمایا کہ ایمان مرکب ہے تین اجزاء سے،مگر اس ظاہری اختلاف کا نتیجہ ایک ہی ہے کیونکہ اعمال کی اہمیت اور ضرورت پر سب کا اتفاق ہے اور اس پر بھی اتفاق ہے کہ اعمال چھوڑ دینے سے کوئی کافر نہیں ہوتا۔البتہ معتزلہ اور خوارج ایمان کو ایسا مرکب مانتے ہیں کہ اگر کوئی اعمال نہ کرے تو معتزلہ کے نزدیک ایمان سے نکل جاتا ہے اور خوارج کے ہاں کافر ہوجاتا ہے اور مرجیہ کے نزدیک اعمال کی بالکل ضرورت نہیں' صرف تصدیق قلبی کافی ہے اور کرامیہ کہتے ہیں کہ ایمان صرف اقرار لسانی کا نام ہے جو نجات کے لیے کافی ہے۔

**اسلام:**

اس کے لغوی معنی اطاعت اور فرمانبرداری کے ہیں اور شریعت میں انقیاد ظاہری اور اعمالِ اعضاء کا نام اسلام ہے۔رہی بات کہ شریعت کے لحاظ سے ایمان اور اسلام میں ایک کا اطلاق دوسرے پر ہوسکتا ہے یا نہیں؟ اس سلسلے میں ایک عمدہ کلیہ ملاحظہ فرمائیں کہ ''الایمان و الاسلام اذااجتمعاتفرقا و اذا تفرقا اجتمعا ''یعنی ایمان واسلام اگر دونوں کا ایک ساتھ ذکر ہو تو وہ الگ الگ ہوتے ہیں یعنی ایمان سے تصدیق اور اسلام سے اعمال مراد ہوتے ہیں اور اگر دونوں الگ الگ مذکور ہوں تو وہ جمع ہوجاتے ہیں یعنی ایک معنی میں استعمال ہوتے ہیں۔چنانچہ کتب حدیث میں نماز جنازہ کی مشہور دعا میں دو جملوں '' فَاَحْیِہٖ عَلَی الْاِسْلَام'' اور فَتَوَفَّہٗ عَلَی الْاِیْمَان سے دونوں لفظوں کا باہمی فرق واضح ہو رہا ہے کہ زندہ رہنے والوں کے لیے اسلام یعنی انقیاد ظاہری اور اعمال اعضاء کی توفیق کے لیے دعا اور مرنے والوں کے لیے ایمان پر وفات کی دعا ہے۔اس سلسلہ میں رئیس المحدثین حضرت مولانا سید محمد انور شاہ صاحب کشمیری رحمہ اللہ کی تعبیر نہایت عمدہ ہے فرمایا:''کہ ایمان واسلام دونوں کی مسافت ایک ہے صرف ابتداء وانتہاء کا فرق ہے اس طرح کہ ایمان (تصدیق قلبی) جب پھوٹ پھوٹ کر اعضاء پر نمودار ہوجائے تو وہ اسلام ہے اور اسلام جب رچ رچ کر دل میں اتر جائے تو وہ ایمان ہے۔ایمان قلب سے شروع ہوکر قالب تک پہنچا اور اسلام قالب سے شروع ہوکر قلب تک پہنچا تو دونوں کی مسافت ایک ہے البتہ ہر ایک کی ابتداء دوسرے کی انتہا ہے۔

عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْ لُ اللّٰه صَلَّی اللّٰهِ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰی یَقُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَاِذَا قَالُوْا هَاعَصَمُوْا مِنِّیْ دِمَاءَ هُمْ وَاَمْوَالَهُمْ اِلَّا بِحَقِّهَا وَحِسَابُهُمْ عَلَی اللّٰهِ .وفی الباب عن جابر وابی سعید وابن عمر. قال ابوعیسیٰ هٰذا حدیث حسن صحیح . (الترمذی کتاب الایمان،جلد دوم،حدیث نمبر ۲۶۰۶)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے خدا کا یہ حکم ہوا ہے کہ میں (کافرلوگوں) سے اس وقت تک جنگ کروں کہ وہ اس بات کا اقرار کرلیں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ جب وہ یہ اقرار کرلیں گے تو انہوں نے اپنی جانوں اور مالوں کو مجھ سے بچالیا۔ مگر اسلام کے حق سے اور ان کے (دلوں کی باتوں کا) حساب اللہ پر رہے گا۔ اس باب میں حضرت جابر، ابوسعید اور ابن عمر رضی اللہ عنہ سے بھی احادیث منقول ہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔“

تشریح:

جو شخص کلمہ پڑھ کر ایمان و اسلام کے دائرہ میں داخل ہوجائے یا سرکشی و دشمنی ترک کر کے اسلامی ریاست میں رہنے کے حقوق حاصل کرلے تو اس کے جان و مال اور عزت آبرو کے تحفظ کی ذمہ داری اسلامی ریاست پر ہوگی۔ اس کی جان و مال لینا ممنوع اور حرام ہے لیکن اگر وہ کسی کو ناحق قتل کردیتا ہے تو اس کو قصاص (سزا) میں قتل کردیا جائے گا یا ایسے ہی کوئی بدکاری وزنا کرے گا تو اس پر حد جاری کی جائے گی یا اگر کسی کا مال زبردستی ہڑپ کرلیا تو اس سے مالک کو واپس دلایا جائے گا۔ اگر وہ اسلامی قانون کی خلاف ورزی کرے گا تو ضرور سزا پائے گا۔ غرض یہ کہ اسلامی حقوق اور قوانین کے نفاذ کے معاملہ میں کوئی رعایت نہیں ہوگی۔ حدیث کے آخری جملہ ”حِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ“ سے معلوم ہوا کہ شریعت اپنے نفاذِ قانون میں ظاہر پر حکم لگاتی ہے اور باطنی حالت اللہ تعالیٰ کے سپرد ہوتی ہے کہ اگر کوئی جان و مال کی حفاظت یا کسی فائدہ کے پیش نظر بظاہر مسلمان ہوگیا مگر دل میں کفر و نفاق ہے تو آخرت میں کھوٹ اور نفاق کی سزا سے نہیں بچ سکے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی حفاظت اور امان میں رکھے۔ (آمین)

☆☆☆

## قطعات

جو جرنیل سارے میرے ہم نوا ہیں
کرشمہ ہیں میری ”سلیکشن سکِل“ کا
نکلنا نہ چاہوں میں وردی سے باہر
کفن چاہیے مجھ کو خاکی ”ڈرل“ کا

عام حالات میں دھیما دھیما چلتا ہے
ٹکڑوں پہ صدقات کے اکثر پلتا ہے
جب بن جاتا ہے یہ درباری مُلّا
دو کروڑ سے کم پر کب یہ ٹلتا ہے

[میجر (ر) محمد سعید اختر]

سید محمد معاویہ بخاری

# صرف اقتدار کے لیے!

اہل پاکستان سوگوار ہیں، پریشان ہیں مگر بے بس ہیں۔ گزشتہ چند روز کے دوران جو کچھ ہو چکا اور جو آئندہ ہونے جارہا ہے، وطن عزیز کا ہر باشندہ انھی پیش آمدہ حالات کے آسیب میں جکڑا ہوا ہے۔ بات میڈیائی تجزیوں تبصروں سے کہیں آگے نکل گئی ہے لیکن جہاں فیصلے ہوتے ہیں یا آئندہ ہونے ہیں، وہاں صورت حال یہ ہے کہ اوّل و آخر ذاتی انا اور حرصِ اقتدار غالب آچکی ہے۔ سوچنے سمجھنے کے عمل سے مطلق انکار کیا جاچکا ہے۔ ساری توانائیاں جس نکتے پر صرف ہو رہی ہیں۔ ساری منصوبہ بندیاں جس نہج پر کی جارہی ہے، وہ معاملہ صرف طولِ اقتدار سے منسوب ہے۔ کسی بھی قیمت پر تحفظِ اقتدار کا فارمولا بے شک نیا ہرگز نہیں ہے۔ لیکن گڈ گورنس کے سات برسوں میں عوامی ترقی و خوشحالی اور عوامی فلاح و بہبود کے عنوان سے طرزِ حکمرانی کی جو چند نئی مہلک جہتیں متعارف ہوئی ہیں، وہ منفرد اس اعتبار سے ضرور ہیں کہ پاکستانی قوم ایک ایسے قبضہ گروپ کے شکنجے میں آپھنسی ہے، جس نے ایوانِ صدر سے پارلیمنٹ تک، عدالتِ عظمیٰ کے کٹہرے سے رئیل سٹیٹ بزنس تک، سٹاک ایکسچینج سے سیمنٹ فیکٹریوں تک، شوگر ملوں سے گھی انڈسٹریوں تک اور پٹرول سے گندم تک اپنے خونی پنجے گاڑ رکھے ہیں۔ بے عدلی اور بے رحمی پر مبنی ان کا منشورِ نَو ایسا ہے کہ بے چارگانِ وطن غصب شدہ حقوق پر آہ و زاری نہیں کر سکتے۔ احتجاج کرتی زبانیں خاموش کرادی جاتی ہیں، حرفِ تنقید لکھنے والے ہاتھ قلم ہو جاتے ہیں، بیعتِ قابیل نہ کرنے والے شوریدہ سر باغی کہلاتے ہیں اور اسی جرم کی پاداش میں ان کی پُرامن بستیاں ریاست کی ہولناک اور اندھی قوت سے نابود کردی جاتی ہیں۔

حکم یہ صادر ہوا ہے کہ صرف حسنِ جاناں کے قصیدے لکھو ورنہ حکمِ اطاعت سے انحراف کی سزا کیا ہو سکتی ہے؟ یہ کوئی ایڈیشنل رجسٹرار سپریم کورٹ حماد رضا سے پوچھے۔ آہ یہ کیسی بے بسی اور کسمپرسی کا عالم ہے کہ شکستہ دلوں کا مسیحا کوئی نہیں رہا، لہو روتی آنکھوں کا ماجرا اب کسی تک نہیں پہنچتا، بے رحم فیصلوں کی تپش میں جھلستے لوگ اپنے زخموں کا مرہم تلاش کرتے مایوس ہو چلے ہیں۔ مقتدروں کو اس سے کوئی غرض نہیں کہ ۱۲ مئی کو کراچی میں کیا ہو رہا تھا۔ ۴۲ لاشیں اٹھنے کے آٹھ گھنٹے طویل لہو رنگ دورانیہ میں اسلام آباد کی شاہراہِ دستور ڈھولوں کی تھاپ سے گونجتی رہی، بھنگڑے ڈلتے رہے، انسان اور گھوڑے یک جان ہو کر ناچتے رہے، استحکامِ پاکستان کے نام سے ہونے والی بلٹ پروف ریلی کے عقب سے مٹھیاں بھینچ کر چیختے چنگھاڑتے نورتنوں کا سجایا ہوا میلہ ''ظلِ الٰہی'' کا قربِ خاص حاصل کرنے کا عدیم النظیر مظاہرہ تھا۔ کس کے جوہرِ خطابت کو دادِ شاہی میسر آئی، کون کتنا سرخرو ہوا، کس کے شانوں پر تحسین کے دوشالے اوڑھائے گئے اور کس کے سینے پر یارِ وفادار کا تمغہ آویزاں ہوا، گھروں میں مقید سہمی ہوئی عوام کو اس سے کوئی سروکار نہیں تھا۔ وہ تو یہ دیکھتے رہے کہ بازی گروں نے کراچی اور اسلام آباد میں کیسے ہوش رُبا کرتب دکھائے اور ''ظلِ الٰہی'' سے اپنے کمالِ فن کی داد وصول کرتے رہے۔

معروف سیاسی رہنما، صحافی اور مجاہدِ آزادی شورش کاشمیریؒ نے ۴۵ برس قبل شاید کچھ ایسے ہی حالات کا مرثیہ لکھتے ہوئے اقتدار اور اہل اقتدار کی جو کیفیتیں رقم کی تھیں وہ آج بھی زندہ معلوم ہوتی ہیں:

''سیاسی لقندروں اور سماجی مچھندروں کی اکثریت ہر لحظہ کورنش بجالانے کو تیار رہتی ہے۔ ان کا مقصدِ حیات صرف اقتدار کی ہم نوائی ہے۔ اقتدار پیغمبر کے ہاتھ میں نہ ہو تو یہ اس کا ساتھ بھی نہ دیں۔''

وزیروں، مشیروں پر مشتمل نورتنوں کے ٹولے اور خود عزت مآب ''ظلِ الٰہی'' نے بھی سارا زورِ خطابت ریلے اور ریلیوں کا فرق بتانے میں صرف کر دیا۔ حالاں کہ اس وقت شہرِ قائد آہوں اور سسکیوں میں ڈوبا ہوا تھا، رعنا جوانوں کی ادھڑی ہوئی لاشوں پر ہولناک چیخ و پکار سن کر سوائے مقتدروں کے پورے ملک کی آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے تھے۔ مگر فرمانِ شاہی تھا کہ جھولا جھلاؤ۔ مجھے یقین ہے کہ ۱۲ مئی کو شاہراہِ دستور پر جمع ہونے والا دیہاڑی دار مجمع، ریلے اور ریلیوں کی بے ترتیب تشبیہات سن کر خوب محظوظ ہوا ہوگا۔ ''ظلِ الٰہی'' کو فخر تھا کہ عوام کا ''ٹھاٹھیں مارتا سمندر'' صرف ان کے دیدار کی تجلیاں سمیٹنے ہی بارگاہ میں پیش ہوا تھا۔ انھوں نے برملا کہا جو طاقت دکھانا چاہتے ہیں' انھوں نے کراچی میں ہماری طاقت دیکھ لی اور یہاں اسلام آباد میں موجود عوام کا سمندر بھی ہماری طاقت کا فقید المثال مظاہرہ ہے۔ ظلِ الٰہی کے بقول یہ ہے عوام کی طاقت...... یہ ہے رائے عامہ...... جو مکمل طور پر میرے ساتھ ہے۔ یہ عارفانہ کلمات سنتے ہوئے مجھے ابوالکلام آزاد کے الفاظ یاد آ گئے۔ انھوں نے کہا تھا کہ ''میں نے اپنی زندگی میں رائے عامہ سے زیادہ ناپائیدار کوئی چیز نہیں دیکھی۔'' رہ گئی بات عوامی سمندر کی تو یاد رکھنا چاہیے کہ سمندر کسی کی پیاس نہیں بجھاتا۔ اس سے فصلوں کو سینچا جا سکتا ہے، نہ ہی کوئی خوانِ نعمت پکانے کی اُس میں صلاحیت ہے۔ سمندر تو بس دیکھنے اور سفر کرنے کی چیز ہے۔ کبھی مہرباں ہو تو نظارے کی مہلت بھی دیتا ہے اور کبھی مزاج برہم ہو تو سب کچھ اپنے ساتھ سمیٹ لے جاتا ہے۔ سمندر پر تیرتی بے خبر ناؤ کبھی نہیں جان سکتی کہ اُسے ڈبونے کے لیے کون سا مقام اور کون سا لمحہ اُس نے منتخب کر رکھا ہے۔ سمندر بہ ظاہر جیسا دکھائی دیتا ہے' اپنی سرشت اور سلوک میں وہ اس کے بالکل برعکس ہے۔ لیکن اقتدار کی طاقت اور اس کا نشہ حکمرانوں کو عوامی سمندر کی اصلیت جاننے کی مہلت نہیں دیتے۔

مقتدروں کی مدہوشیوں پر شورش کاشمیری نے اپنے طویل سیاسی، صحافتی تجربہ کی روشنی میں کتنا درست تجزیہ کیا تھا کہ اقتدار کسی کا ساتھی نہیں۔ دوستوں کا دوست تو کیا ہوگا خود اپنا دوست نہیں۔ جو لوگ اقتدار کی ناؤ پر کسی طرح سوار ہو جاتے ہیں' وہ نہ جانے کیوں بھلا دیتے ہیں کہ یہ ناؤ انتہائی نامعتبر اور بہت جلد ڈوب جانے والی ہے۔ سلطنتوں کا جاہ و جلال، وزارتوں کا عروج و کمال، نازنینوں کا حسن و جمال یہ سب چیزیں اتنی بے اعتبار ہیں کہ ان کے بھروسے پر زندگی کا نظم تشکیل نہیں دیا جا سکتا۔ حکومت ایک ہزار شیوہ نازنین ہے۔ اس نے کبھی اور کسی سے وفا نہیں کی۔ یہ آج ایک کی ہے تو کل دوسرے کی اور پرسوں تیسرے کی۔ کاش! کوئی ذی شعور اس عقدۂ لاینحل کا سراغ بھی لے آتا کہ عقل و دانش کے خداوند کہلانے والے معلوم حقیقتوں سے راہِ فرار کیوں اختیار کر لیتے ہیں۔ اپنی حکومتوں کی بقا کے لیے حریصانِ اقتدار کیا کچھ کر گزرتے ہیں۔ یہ ہولناک کہانیاں بہت کم منظر عام پر آتی ہیں۔ طاقت کی یہ خصوصیت ہمیشہ سے مسلم چلی آئی ہے کہ وہ اپنی اولاد کو بھی کھا جاتی

اور باپ تاج محل کا معمار ہی کیوں نہ ہو' اُسے بھی قید میں ڈالنے سے نہیں چوکتی۔ کراچی میں جو کچھ ہوا وہ ان تاریخی جملوں کی حقانیت ثابت کرنے کے لیے کافی ہے۔ اقتدار کا خاصہ ہے کہ سنتا نہیں خود سر ہوتا اور انا ربکم الاعلیٰ کا نعرہ بلند کرتا ہے۔ وہ بھول جاتا ہے کہ تکوینی ضابطے کے مطابق انسان جو بوتا ہے' وہی کاٹتا ہے۔ ہماری ساٹھ سالہ تاریخ گواہ ہے کہ فرماں رواؤں نے اپنے بے ہنگم سیاسی وجود کو منوانے کے لیے بڑے بڑے جھوٹ بولے ہیں۔ رائے عامہ کو اطلس وکم خواب مہیا کیے جانے کے وعدہائے پُرفریب سے اپنے جال میں پھانسا ہے۔ لوگ ابھی تک ورطۂ حیرت میں ہیں کہ مقتدروں نے خود کو کس کس بہروپ میں پیش کیا۔ فساد فی الارض کی بین علامتیں کس طرح خود کو امن خواہ، عوام دوست، ملک وقوم کا نگہبان اور عادل منصف ثابت کرنے پر تلی ہیں۔ خیر وشر کی کشمکش میں کئی نیکیاں صرف اس لیے دفن ہوگئیں کہ ان کا پرسان حال کوئی نہ تھا اور کئی بدیاں اس لیے فروغ پاتی رہیں کہ ان کے ہاتھ میں تلوار تھی۔ انسان وہ ہے کہ ہاتھ میں طاقت ہو تو زمین کی طرح متحمل، صبا کی نرم اور شیشہ کی طرح مجلی ہو اور ہاتھ میں طاقت نہ ہو یعنی مصیبت آجائے تو پہاڑ کی طرح بلند، مرمر کی طرح تند اور فولاد کی طرح سخت ثابت ہو۔ ایک متوازن انسان کے لیے اصل چیز خدا کا خوف ہے، اقتدار نہیں۔ اقتدار تو ڈھلتی پھرتی چھاؤں ہے ۔ بقول مولانا ظفر علی خاں جو لوگ اقتدار سے اندھے ہو جاتے ہیں اور انھیں یمین ویسار کچھ نہیں سوجھتا وہ لازماً ایک دن لڑھک جاتے ہیں۔ انسان اپنی بقا کے لیے کیا کچھ نہیں کرتے لیکن جب دن گنے جاتے ہیں اور وقت موعود تمام حفاظتی حصاروں کو توڑتا پھلانگتا آدبوچتا ہے تو پھر کوئی سی فوج ظفر موج بھی دم آخر کو سہارا نہیں دے سکتی۔ جب بھونچال آتا ہے تو بت کدوں اور مے خانوں کے ساتھ مسجدیں اور خانقاہیں بھی ڈھے جاتی ہیں۔ یہی معاملہ اقتدار کے زوال کا ہے۔ جب تک اقتدار قائم رہے۔ لوگ سرگوشیاں کرتے، افواہیں پھیلاتے اور کہانیاں اڑاتے ہیں۔ جب اقتدار کا سنگھاسن ڈولتا ہے تو تحریک چلتی اور لہریں اٹھتی ہیں۔

۱۲ رمئی کا واقعہ کسی تحریک کا عنوان بنے یا نہ بنے مگر اس نے حکمرانوں کے عزائم ضرور واضح کر دیئے ہیں۔ چیف جسٹس افتخار محمد چودھری کی کراچی آمد کوئی مشکل مرحلہ نہیں تھا جسے وفاقی وصوبائی حکومت نے اپنی انا کا مسئلہ بنالیا۔ حیدر آباد ، پشاور اور لاہور میں ان کی آمد تاریخی نوعیت کی حامل تھی۔ ہزاروں انسانوں کا جم غفیر موجود رہا مگر کسی عمارت یا کسی شخص پر ایک کنکر نہیں اچھلا۔ آخر کیوں؟ کراچی آمد کے موقع پر بھی اسی ظرف کا مظاہرہ ہونا چاہیے تھا۔ تدبر، تحمل اور بردباری کے الفاظ اگر کوئی معنوی اور عملی حیثیت رکھتے ہیں تو ان سے بھرپور استفادہ کیا جاسکتا تھا۔ ماؤں کے لختِ جگر ۴۲ قیمتی جانیں شاید بچائی جاسکتی تھیں۔ لیکن سب نے دیکھا کہ تقدیر تو موجود رہی مگر تدبیر کا سایہ تک بھی دستیاب نہ تھا۔ اگر ۱۳ رمئی کو رینجرز اور پولیس کے ادارے اچانک ہی فعال ہو کر حفاظتی حصار بنا سکتے ہیں تو ۱۲ رمئی کا دن اس حکم نامے سے کیوں محروم رہا۔ کیا اپنے اقتدار کی طاقت ثابت کرنے کے لیے کراچی کی شاہراہوں کو مقتل گاہوں میں تبدیل کرنا لازمی تھا؟ کیا اسلام آباد میں استحکام پاکستان میلہ سجانا ضروری تھا اور وہ بھی صرف اپنی قوتِ قاہرہ کے اظہار کے لیے صرف اپنے اقتدار کی دھاک بٹھانے کے لیے؟

محمد سہیل باوا (لندن)

# مظلوموں کے خونِ ناحق کا ذمہ دار کون؟

ترجمہ: ''اسی طرح مسلط کیا کرتے ہیں بعض ظالموں کو بعض پر بسبب ان بدعملیوں کے جو وہ کرتے تھے اور بسبب اس کے جو وہ کماتے تھے۔'' (انعام: ۱۲۹)

قرآن کریم کی اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنا ایک طریقہ بتایا جو قیامت تک چلتا رہے گا کہ ہم ظالموں کو ظالموں سے مرواتے ہیں۔ اس لیے کہ یہ نافرمان ہیں۔ لوگوں کی بداعمالیوں کی وجہ سے، اُن کے ظلم کی وجہ سے میں ظالموں کو ظالموں سے پٹواتا رہوں گا۔ شاید ہم لوگ' لوگوں کی حق تلفی کرنے، ان پر ظلم کرنے اور زیادتی کرنے کو عقلمندی یا ہوشیاری سمجھتے ہیں۔ اگر لوگ ایک نکتہ کو سمجھ جائیں تو ظلم وستم کا دروازہ بند ہو جائے۔ وہ نکتہ یہ ہے کہ اگر میں اس مظلوم کی جگہ ہوتا اور وہ میری جگہ ہوتا تو میں اپنے لیے کیا پسند کرتا؟ صرف اتنی بات سوچ لی جائے کہ ہم مظلوم پر ظلم تو کرتے ہیں کبھی یہ سوچیں کہ اگر اس کے پاس طاقت ہوتی اور ہم بے طاقت ہوتے اور وہ ہم پر ظلم کرنا چاہتا تو ہمارا ردّ عمل کیا ہوتا؟ ایک حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے۔ فرمایا: مسلمان اپنے بھائی پر ظلم نہیں کرتا۔'' اگر ہمارے سامنے کسی آدمی پر ظلم ہوتا ہے اور ہم اس کی مدد نہیں کرتے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمارا اسلام کا رشتہ کمزور ہے۔

ایک اور حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مظلوم کی بددعا سے بچو! اس لیے کہ مظلوم اپنا حق مانگتا ہے اور اللہ کسی حق دار کا حق نہیں روکتے۔ مظلوم کی دعا سیدھی عرش پر جاتی ہے اور جب مظلوم بددعا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں ضرور تیری مدد کروں گا۔ ظالم کو ظلم کا بدلہ ضرور ملتا ہے۔ ایک حدیث میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ظالم کو ڈھیل ضرور دیتے ہیں یہاں تک کہ جب اس کو پکڑتے ہیں تو پھر اس کو چھوڑتے نہیں ہیں۔ دیکھنے والوں کو اس پر ترس آتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی گرفت سے بچ نہیں سکتے۔ مسلمان وہ ہے کہ مسلمان اس کی زبان سے اور اس کے ہاتھ سے محفوظ رہیں یعنی مسلمان کی تعریف اس شخص پر صادق آتی ہے جو سلامتی کا علمبردار ہو، شر و فساد دوسرے مسلمان کی شان نہیں ہے اور یہ بات خوب یاد رکھنی چاہیے کہ ظلم کرنا کسی پر جائز نہیں ہے۔ خواہ وہ مسلمان ہو یا غیر مسلم۔ ہمارا دین ظلم وستم کا مخالف ہے۔ اسی طرح اب پاکستان کے حالات آپ کے سامنے ہیں۔ دنیا بھر میں رہنے والے پاکستانیوں کا دل ۱۲ مئی کے پر تشدد واقعات اخبارات اور میڈیا پر دیکھ کر بہت ہی افسردہ اور غمزدہ ہیں۔ کہنے کو تو کچھ نہیں لیکن آنسوؤں کے سمندر ہیں۔ بڑی بے دردی کے ساتھ کراچی اور پشاور کے معصوم شہریوں کا ناحق خون بہایا گیا،

شہریوں کے جان و مال، ان کی عزت و آبرو کی حفاظت کرنا حکومت کا فرض ہے اور جو حکومت شہریوں کی جان و مال کی حفاظت نہیں کر سکتی، اس کو اخلاقی اور شرعی طور پر حکومت کرنے کا کوئی حق حاصل نہیں۔ کراچی میں تقریباً پچیس ہزار کے قریب پولیس اہلکار جو صوبائی حکومت کے زیر نگرانی ہیں اور دس ہزار سے زیادہ رینجرز بھی شہر میں موجود تھے جو وفاقی حکومت کے ملازم ہیں اور گورنر کے حکم پر کام کرتے ہیں۔ ان حالات میں قانون نافذ کرنے والے اداروں کی حساس مقامات سے غیر حاضری یا جیسے میڈیا پر دکھایا گیا کہ بلوائی کھلے عام گھوم پھر رہے ہیں اور اہلکار کے قریب بھی منہ پھیرے کھڑے ہیں۔ ایسا لگتا تھا کہ جیسے دہشت گردوں کو کھلی چھٹی دے دی گئی ہو۔ پچاس کے قریب افراد شہید اور ۱۵۰ زخمی ہوئے۔ یہ سب دیکھ کر لوگ سوچنے پر مجبور ہو گئے کیا واقعی کراچی پاکستان ہی کا حصہ ہے؟ کراچی کے عوام کے ساتھ ساتھ غریب عوام کے املاک کو بھی نقصان پہنچایا گیا جو کہ انتہائی قابل مذمت ہے۔

ایک سال پہلے بارہ ربیع الاوّل کے موقع پر پچاس افراد شہید ہوئے اور اب پھر وہی حالات! ان حالات کا ذمہ دار کون ہے؟ ہر تنظیم دوسری تنظیم پر الزام عائد کر رہی ہے لیکن سچ کیا ہے اور جھوٹ کیا ظالم کون اور مظلوم کون؟ ابھی کچھ پتا نہیں چلتا۔ غبار اتنا اڑا دیا گیا ہے کہ کسی کا چہرہ پہچانا ہی نہیں جاتا۔ کسی کو کچھ پتا نہیں۔ یقیناً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی پوری ہوتی ہوئی نظر آ رہی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے بعد ایسا دور ہوگا، جس میں علم اٹھایا جائے گا اور فتنہ و فساد عام ہوگا۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! فتنہ و فساد سے کیا مراد؟ فرمایا: قتل۔ ایک اور روایت ہے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، دنیا ختم نہیں ہوگی۔ یہاں تک کہ لوگوں پر ایسا دور نہ آ جائے جس میں نہ قاتل کو یہ پتا ہوگا کہ اس نے کیوں قتل کیا نہ مقتول کو یہ خبر ہوگی کہ وہ کس جرم میں قتل کیا گیا۔ عرض کیا گیا ایسا کیوں ہوگا؟ فرمایا فساد عام ہوگا، قاتل و مقتول دونوں جہنم میں جائیں گے۔ ایک دوسرے کو مارنا اور جذبات کو اشتعال دلانا بڑا آسان ہے لیکن لگی ہوئی آگ کو بجھانا بڑا مشکل ہے۔ خدا کے لیے اس عذاب کو اور اس آگ کو بجھانے کی کوشش کریں۔ ہر ایک کو دعویٰ ہے کہ وہ اپنے حقوق کی جنگ لڑ رہا ہے۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ کسی کو بھی کچھ نہیں ملے گا۔ پاکستان کو ایک بار پھر لسانی بنیاد پر تقسیم کرنے کی کوشش ہو رہی ہے اور عجیب بات یہ ہے کہ بعض سیاست دان وطن پاک سے باہر رہ کر ملک چلانے کی بات کر رہے ہیں اور اپنی سیاست چمکانے کے لیے نفرتوں اور ظلم کے بیج بو رہے ہیں۔ معصوم شہریوں کے خون سے ہولی کھیل رہے ہیں۔ اور اب پاکستانی عوام کو صرف اور صرف امن چاہیے۔ اب یہ سلگتی ہوئی آگ خود ہی ختم کرنا ہوگی۔ کاش! پاکستان والے حضرت یونس علیہ السلام کی قوم جیسی دانش مندی کا مظاہرہ کریں اور اپنے گناہوں سے تائب ہو جائیں۔ آج بھی حالات بدل سکتے ہیں جس نے جس پر کوئی ظلم و زیادتی کی وہ معافی مانگیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے حال پر رحم فرمائے۔ (آمین)

پروفیسر محمد حمزہ نعیم

# اصحاب سبت سے عبرت پکڑیں

وہ لوگ ایلہ نامی بستی کے رہنے والے تھے جو مدین اور طور کے درمیان موجودہ عقبہ نامی جگہ پر آباد تھی۔ بحر قلزم کے کنارے آباد ہونے کی وجہ سے وہ مچھلی کھانے اور اس کے شکار کے عادی تھے۔ جمعہ کی شام کو وہ لوگ قلزم کے کنارے کے نزدیک گڑھے کھود کر پانی کا رخ ادھر کر دیتے۔ ہفتے کی صبح مچھلیاں ان گڑھوں میں آجاتیں تب وہ گڑھوں سے واپسی کا راستہ بند کر دیتے۔ بعض لوگ جمعہ کے دن کانٹے اور جال بحر قلزم میں لگا دیتے اور مچھلیاں ہفتے کو سطح آب پر آتیں اور جال میں پھنس جاتیں۔ یہ لوگ اتوار کو جا کر مچھلیاں پکڑ لیتے۔ سمجھانے والوں کے سمجھانے پر کہتے ہم نے ہفتے کو مچھلیاں تھوڑا ہی پکڑی ہیں۔ کانٹے، جال اور گڑھے سارا عمل جمعہ کو اور شکار اتوار کو کیا ہے۔ سمجھانے والے ان کی اس روشن خیالی اور شعائر الٰہی کی بے حرمتی پر انھیں عذاب الٰہی سے ڈراتے۔ اس قوم نے خود ہی تو اصرار کر کے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ہفتہ کا دن صرف عبادتِ الٰہی کے لیے طے کرایا تھا اور اللہ نے ان سے اس کے متعلق بہت سخت قسم کا عہد و پیماں لیا تھا۔ (القرآن، آل عمران)...... ''انسان اپنی نفسانی شرارتوں کو خوب پہچانتا ہے' چاہے لوگوں کے سامنے بہانے تراشتا رہے۔'' اور ''اللہ تو آنکھ کی خیانت اور دلوں کے مخفی کھوٹ کو بھی جانتا ہے''۔ (القرآن) اللہ بے نیاز ذات ہے، وہ خالق کون ومکاں ہے، سب کچھ اسی اکیلے کی مخلوق ہے، وہ اپنی مخلوق پر بے حد مہربان بھی ہے۔ اس کے پاس صرف ایک چیز نہیں ہے وہ چاہتا ہے کہ وہ چیز ''عاجزی'' ہمہ وقت اس کے دربار میں پیش کی جاتی رہے پھر اس کی مہربانیوں کی انتہا نہیں۔ سخت چٹانوں کے اندر کیڑا بھی روزی سے محروم نہیں۔ مگر وہ بھی **سبحان من یرانی ویرزقنی ولا ینسانی** کے گیت گا کر خالق اعظم کے ہاں ہدیہ حمد وثنا پیش کرتا رہتا ہے۔ اس خالق کائنات نے سب کچھ انسان ہی کے لیے بنایا ہے اور اسے اپنا محبوب بنایا ہے۔ اس سے غلطی ہو جائے تو وہ معاف کر کے ستاری کے پردے ڈال دیتا ہے مگر معذرت اور تسلیم شرط ہے۔ اگر انسان اس ذات کبریا کے سامنے اکڑ دکھائے یا چالاکیاں کرے تو آواز آتی ہے تو نے میری کبریائی کی چادر کو ہاتھ ڈالا ہے اور تو نے دھوکا مجھے نہیں دیا اپنے کو دیا ہے...... اس کی ذات بڑی نرالی ہے اندھیرے میں سے روشنی اور روشنی میں سے اندھیرا پیدا کرنا۔ خیر میں سے شر اور شر میں سے خیر پیدا کرنا اس کی اپنی مصلحت ہے پھر وہ خود قوانین کا مالک ہے ہمیں ظاہر میں کچھ نظر آتا ہے۔ نتیجہ کچھ اور برآمد ہونے والا ہوتا ہے۔ اس خالق لم یزل کی نظر انجام پر ہوتی ہے۔ ہمارا کام چوں چرا نہیں اس کے حکم پر عمل ہے پھر وہ جو چاہے کرے اور جب ہمیں اس کی مرضی حاصل ہو گی تو نتیجہ بھی خیر ہی کا ہو گا۔ وہ کبھی طالوت کے لشکر کو نہر کے پانی سے روک دیتا ہے اور نتیجہ میں پانی نہ پینے والے گنتی کے فئہ قلیلہ کو فاتح وغالب بنا دیتا ہے۔ جب کہ پانی پینے والوں کو نہر کنارے بے یار و مددگار پڑے رہنے دیتا ہے۔ کبھی وہ اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر اور اس کے چودہ

ساتھیوں کو مرنے مارنے کے عہد کے باوجود کفار قریش کی جملہ شرائط ماننے کا فیصلہ کر دیتا ہے مگر جب اصحاب رسول علیہم السلام طبعی ناگواری کے باوجود حکم رسول اور مرضی رب پر عملدرآمد کرتے ہیں تو اسی ظاہراً ناپسندیدہ صورت میں خیر کے چشمے جاری کر دیتا ہے اور آسمان سے فتح مبین کا مژدہ اتارتا ہے۔ اسی طرح بنی اسرائیل کے ناز و نخرے برداشت کرتے جب مالک نے ان کو کبھی کبھی آزمایا تو وہ اکثر فیل ہوئے۔ کنارہ بحر پر آباد بستی میں آباد لوگوں میں سے بھی ایک نیک بخت طبقہ کے سوا شعائر الٰہی کی مخالفت پر لوگ جمع ہو گئے تھے۔ اس روشن خیال طبقے کا خیال تھا کہ تم پرانے زمانے کے لوگ ہو' بھلا اللہ کو ہماری کوتاہیاں کیا نقصان پہنچا سکتی ہیں، وہ تو غفور رحیم ہے، ہمارے گناہ خود ہی معاف کر دے گا اور مچھلیاں پکڑنا گناہ بھی کون سا ہے۔ یہ مولوی لوگ تو ہر بات پر لا یجوز کا فتوی لگاتے رہتے ہیں، یہ ان کی تنگ ذہنیت اور تاریک خیالی کی دلیل ہے...... نیک بخت طبقہ کے کچھ لوگ بھی تھک ہار کر بیٹھ گئے کہ اب ان کو سمجھانا بے فائدہ ہے۔ وہ اپنے باعزیمت ساتھیوں سے کہنے لگے کہ اس قوم کو اللہ ہلاک کرنے ہی والا ہے یا ان کو سخت عذاب دینے والا ہے۔ اب تم بھی ان لوگوں کو کیوں سمجھاتے ہو مگر ان صاحب عزیمت نیک بخت ساتھیوں نے جواب دیا کل کو ہم اللہ کو تو معذرت کر سکیں گے ناں کہ ہم تو آخر دم تک سمجھاتے رہے تھے اور اللہ کی طرف سے یہی ہماری ذمہ داری ہے۔ ہم اسی کے مکلّف ہیں اور ہاں یہ بھی ممکن ہے کہ ان لوگوں کو ہوش و ہدایت آ ہی جائے۔

بہر حال بہانے باز لوگ اپنی نافرمانی پر قائم رہے۔ فسق و فجور میں تو پہلے ہی مبتلا تھے' اب جب سب کی حرمت اور اس دن کے احکام سے قطعاً غافل اور بے پروا ہو کر نڈر اور بے باک ہو گئے۔ تب اچانک غیرت حق کو حرکت ہوئی اور مہلت کے قانون نے گرفت کی صورت اختیار کر لی۔ حضرت حق جلہ مجدہ نے اشارہ کن سے انھیں بندر اور خنزیر کی شکل میں مسخ کر دیا اور وہ انسانی شرف سے محروم ہو کر ذلیل و خوار حیوانوں میں تبدیل ہو گئے...... سعادت مند جماعت نے ان کا معاشرتی بائیکاٹ کیا ہوا تھا۔ جب دوسری صبح دیر تک اس جانب زندگی کی چہل پہل محسوس نہ ہوئی تو انھوں نے آکر دیکھا تو عبرت کے مناظر تھے ہر گھر میں بندر نظر آ رہے تھے اور (بقول دیگر مفسرین) ان کے وڈیروں کو خنزیر بنا دیا گیا تھا کہ وہ خدائی احکام کے ساتھ زیادہ بے حیائی اور ڈھٹائی سے پیش آتے تھے اور اپنے چھوٹوں کو سمجھاتے نہیں تھے۔ اب یہ عذاب یافتہ افراد اپنے ان (سعادت مند) عزیزوں کو دیکھ کر ان کے قدموں میں لوٹتے اور اپنی حالت زار کا اشاروں میں اظہار کرتے تھے۔ سعادت مند جماعت نے باحسرت و یاس اُن سے کہا کیا ہم تم کو بار بار اس خوفناک عذاب سے نہیں ڈراتے تھے۔ انھوں نے سنا تو حیوانوں کی طرح سر ہلا کر اقرار کیا اور آنکھوں سے آنسو بہاتے ہوئے اپنی ذلت و رسوائی کا دردناک منظر پیش کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی لاریب کتاب میں چار سورتوں میں یعنی سورۃ بقرہ، سورۃ نساء، سورۃ مائدہ اور سورۃ اعراف میں اس کا ذکر کیا ہے اور امت محمدیہ کو شعائر اللہ کی توہین اور ہتک سے باز رہنے کا سبق دیا ہے۔ مگر اس امت میں بھی اللہ معاف کرے کبھی حجاب اور ڈاڑھی پر طنز کی جاتی ہے، کبھی جہاد پر طعن و تشنیع کی جاتی ہے اور کبھی مساجد و مدارس کو گرایا اور غیر قانونی بتایا جاتا ہے۔ بھلا جس کی ساری زمین ہے، جس کی ساری کائنات ہے، اسی کی اپنی بنائی ہوئی زمین پر اس کا گھر

(مسجد) غیر قانونی ؟......ہم نے عذاب الٰہی کو دعوت دینے میں کون سی کسر چھوڑی ہے ۔ یہ زمین کسی کی نہیں اللہ کی ہے ۔ مسلمان تو جہاں جاتے تھے پہلے مساجد (اللہ کا گھر) بناتے تھے پھر دوسری آبادی بنا کرتی تھی ۔ اگر اس توہین آمیز صورت حال میں چند سعادت مند رکاوٹ نہ بنیں اور سبھی شعائر اللہ کی توہین پر راضی ہوجائیں تو اللہ کا عذاب سب کو پیس کر رکھ دے ۔ ان شعائر (جن کا ذکر ہوا ہے) کے ساتھ دیگر شعائر بھی ہیں مثلاً روزہ، عیدین، قربانی، حج بیت اللہ اور ان کے اوقات بھی اور جو کوئی اللہ کے شعائر کی عظمت برقرار رکھتا ہے ۔ تو اسے دل کا تقویٰ نصیب ہوجاتا ہے (القرآن) ۔ ایک بات بہ سلسلہ اصحاب سبت مزید عرض کر دی جائے کہ یہ واقعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت داؤد علیہ السلام کے درمیانی زمانہ میں کسی ایسے وقت پیش آیا ۔ جب کہ ایلہ میں کوئی نبی موجود نہیں تھا اور **امر بالمعروف اورنھی عن المنکر** کا فریضہ وہاں کے علمائے حق ہی کے سپرد تھا ۔ اس لیے قرآن مجید نے صرف انھی کا تذکرہ کیا اور کسی نبی یا پیغمبر کا ذکر نہیں کیا......رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ۔ ایسی گمراہی کا ارتکاب نہ کرنا جس کا یہود نے ارتکاب کیا کہ اللہ کی حرام کی ہوئی باتوں کو معمولی حیلوں کے ذریعے حلال کر لیتے تھے (حالانکہ وہ حلال نہیں ہوجاتی تھیں) مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی فرماتے ہیں کہ ادائے فرض میں اس کی پروا نہیں کرنی چاہیے کہ جن کے مقابلے میں فریضہ ادا کیا جارہا ہے ۔ وہ اس کو قبول کرتے ہیں یا نہیں......اس لیے کہ اس ادائے فرض کی جزا میں یہ کیا کم سعادت ہے کہ وہ شخص بہرحال اجر و ثواب اور رضائے الٰہی سے معزز و مفتخر ہوتا ہے......تو آج جب کہ نبوت ختم ہوچکی یعنی نبیوں کا آنا بند ہوچکا تو علمائے حق ہی **امر بالمعروف اورنھی عن المنکر** کا فریضہ ادا کرنے کے ذمہ دار ہیں اور عامۃ المسلمین پر فرض ہے کہ علمائے حق کی نیک بخت جماعت کی رہنمائی میں اعمال خیر ادا کریں ۔ اعمال شر سے بچیں اور شعائر اللہ کی حد درجہ تعظیم و تکریم کریں ۔ یہ بھی خیال رہے کہ اصحاب سبت ایلہ والے بھی اپنے زمانے کے مسلمان ہی تھے اور عذاب کافروں سے زیادہ شعائر الٰہی کی توہین کرنے والوں پر ہی آتا رہا ہے ۔ جیسے ابرہہ عیسائی تھا اور کعبۃ اللہ شعائر الٰہی کی توہین کرنے آیا تھا ۔ اوپر ذکر ہوا کہ اللہ اور اس کے رسول حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف سے طے کردہ دن سبت اللہ کا شعار تھا، جس کی توہین پر اصحاب سبت کو عبرت ناک سزا دی گئی ۔

میری جرأت تو نہیں مگر علمائے کرام سے ایک سوال کرتا ہوں کہ آیا صرف سبت ہی اللہ کا طے کردہ وقت تھا یا جمعہ، شب تراویح، شب عید، ایام اضحیٰ اور یوم عرفہ و حج بھی اللہ اور اس کے محبوب آخری رسول کی آخری امت کے لیے طے کردہ اوقات و ایام ہیں......میرا خیال ہے علماء کرام نفی میں جواب نہیں دیں گے ۔ تو اب ایک تو عملی فسق ہے کہ ایک آدمی مسلمان کہلاتا ہے مگر روزہ نہیں رکھتا، نماز یں نہیں پڑھتا، قربانی اور حج نہیں کرتا مگر دل سے اپنی کمزوری کا اعتراف کرتا ہے ۔ دوسری طرف ایک آدمی ان اوقات کو مانتا ہی نہیں، انکار کرتے ہی وہ کفر کی حدود میں چلا جاتا ہے مگر ایک تیسرا طبقہ ایسا ہے جو حلال کو حرام اور حرام کو حلال کرتا اور اس کا اعلان بھی سر عام کرتا ہے اور اپنی بات نہ ماننے والوں کی تضحیک بھی کرتا ہے ۔ آپ خود سوچئے شک کے دن کا روزہ رکھنا مکروہ تحریمی ہے اور بہت سے لوگ ایسے ہیں جو دوسروں کی ضد میں حلال کو حرام قرار دے رہے ہیں یعنی اس دن رویت نہیں ہوئی ۔ کھانا پینا حلال ہے اور انھوں نے روزے کے وجوب کا اعلان کر دیا ہے پھر چاند

نظر نہیں آیا مگر سائنسی نیومون نظام کے مطابق عید ہونے کا اعلان کر دیا گیا ہے یعنی روزہ رکھنا فرض اور کھانا پینا حرام تھا۔ جسے حلال کر دیا گیا ہے۔ پھر اگلا دن مطابق عینی رویت عید الفطر تھا اور ان لوگوں نے نیومون کے سائنسی نظام کے تحت شوال کے چھے روزے رکھنا حلال کر دیا جبکہ عید والے دن روزہ رکھنا مسلمان تو نہیں کر سکتا۔ بشرطیکہ ضد و عناد نہ ہو، **لا یجرمنکم شنان قوم علی ان لاتعدلوا** ......اور دوسری جگہ فرمایا **بغیا بینھم** ......گمراہی کا سبب آپس میں ضد وعناد اور دشمنی ہے......اسی طرح حقیقی عینی رویت کے مطابق چاند کی ۹ کو قربانی بقول علما درست نہیں مگر یہ لوگ اسے ۱۰ قرار دے کر قربانیاں کرتے اور حتیٰ کہ ۷ یا ۸ ذی الحجہ کو ۹ ذی الحجہ عرفہ قرار دے کر فریضہ حج ادا کرنے کا اعلان کر دیتے ہیں تو کیا اللہ نے بندوں کے پیار میں اور امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوبیت اور خیر الامم ہونے کی بنا پر کیا۔ اللہ ذوالجلال مجبور ہو جائے گا کہ چلو تمہاری یہ حرکتیں ہمیں محبوب ہیں ہم غیر رمضان کو رمضان سمجھ لیں گے، آخری روزے کو عید سمجھ لیں گے، ۸ یا ۹ ذی الحجہ کو ذبیحہ قربانی سنت ابراہیم قرار دے لیں گے اور تمہارے کسی بھی دن کی عرفات حاضری کو حج مان لیں گے چاہے وہ ۷ ذی الحجہ ہو یا ۸۔

ع　　تو مشق ناز کر خون دو عالم میری گردن پر

کیا یہ باتیں اللہ کے عذاب کو دعوت نہیں دیتیں۔ الوطن ذی الحجہ ۱۴۲۵ھ، جنگ لندن ۱۰ جنوری ۲۰۰۵ء کے مطابق سعودیہ کی چھے سرکاری کمیٹیوں نے چاند نہ ہونے کی اطلاع دی اور حسابی طور پر چاند مطلع سے قبل مغرب میں غروب ہو چکا تھا مگر رویت ہلال کا اعلان کر دیا گیا۔ پوری دنیا میں اس پر علمی بحث اور لے دے ہوتی رہی مگر حکام اپنی ہی بنائی رویت کمیٹیوں کی اطلاع کے خلاف اپنے غلط اعلان پر ڈٹے رہے۔ ایک سعودی عالم ایمن کردی نے ۱۹۶۲ء سے ۲۰۰۳ء تک ۴۲ سالوں کی رویت ہلال کو سعودیہ کے پانچ بڑے شہروں کے کوائف دے کر غلط ثابت کیا ہے۔ پاکستان کے صوبہ سرحد کی اکثریت اور اب صوبائی سرکار انھی سعودی اعلانات پر روزے اور عیدین کرتی ہیں۔ اور دوسرے مسلمانوں سے بھی ایسا کرنے کا مطالبہ کرتی ہے۔ جب کہ معروف جید عالم مولانا ناز رولی خان کے معلوم کرنے پر بتایا جاتا ہے کہ ہمیں کلاشنکوف بردار بڑے گروپ نے اعلان رویت پر مجبور کیا ہے۔ بقول مفتی منیب الرحمٰن (چیئرمین رویت ہلال کمیٹی پاکستان) سرحد کے ایک مولانا صاحب نے رویت ہلال کی غرض سے اپنا فرزند دلبند (ہلال = الغلام الجلیل) پیش کیا کیونکہ اگر وہ سائنسی نیومون کا نام لیتے تو وہ گواہی قبول نہ ہوتی......کوئٹہ کے جناب بشیر احمد اور زونل کمیٹی کے رکن قاری بشیر احمد کی قلمی شہادتیں کہ سرحد کے ایسے واقعات موجود ہیں کہ ضمیر کو سلایا، غلط تاویلات کا سہارا لیا اور ایک دو دن پہلے ہی رویت ہلال کی گواہی دے دی اور پرنالہ وہیں پر رہا یعنی سعودی نیومون سسٹم اعلان رویت کیا گیا اور بعض اوقات ان سے بھی پہلے روزہ عیدین کر لیے۔ جسٹس مولانا تقی عثمانی نے بھی لکھا کہ ایک بزرگ سالہا سال پیشگی روزہ عیدین کروانے کے بعد بیت اللہ کے پردوں کو پکڑ کر دھاڑیں مار مار کر رو رہے تھے کہ یہ گناہ معاف ہو جائے......اللہ کے شعائر کی توہین پھر جرأت توبہ! نہیں معلوم ہم کب سے عذاب الٰہی کو دعوت دے رہے ہیں۔ یہ الگ بات کہ اللہ اپنے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو سو

فیصد نہیں مٹانا چاہتا مگر کیا انھی علاقوں میں زلزلے اور ہزاروں لاکھوں کا زندہ درگور ہونا اور پھر روشن خیال حکومت کا ان کو ہر لمحے ہر یوم مٹاتے چلے جانا۔ معاہدۂ امن کرنے کے بعد پھر ان کو بمباری اور آتش و آہن کی زد میں لے آنا یہ کس بات کی نشانیاں ہیں حالانکہ علمی طور یہی علاقے اور انھی علاقوں کے باسی دینی غیرت اور دینی اعمال کا نشان ہیں مگر شعائر اللہ کی توہین اللہ کو کب گوارا ہے۔ پھر عرب ممالک خصوصاً سعودیہ کو دیکھ لیں کیا عملی طور پر وہ بوزنوں کے غلام نہیں بن چکے کیا یہ رسوائی کم ہے۔

مولانا تنویر احمد شریفی بن قاری رشید احمد شریفی بن قاری شریف احمد کراچی رقم طراز ہیں:

''صوبہ سرحد کے علماء و عوام اگر اسی طرح بغیر چاند کے اپنی عبادتیں کرتے رہے تو خطرہ ایک مرتبہ پھر ۸؍ اکتوبر ۲۰۰۵ء جیسے سانحہ کا ہے۔ اس لیے کہ لوگوں کی عبادتیں خراب ہو رہی ہیں ...... وزارت مذہبی امور اس پر کوئی مثبت اقدام کرے تاکہ انتشار ختم ہو اور شرعی صورت باقی رہے یا اس معاملے میں صوبہ سرحد کو الگ کر دے۔ نہ وہاں مرکزی کمیٹی کا اجلاس ہوا اور نہ زونل کمیٹی کا وجود...... مولانا محترم نے بجا فرمایا مگر کہیں ان کے مطالبے وزارت مذہبی امور کی بجائے اللہ کی طرف سے وزارت دفاع، فوجی صدر اور افواج پاکستان تو وہ مثبت اقدام نہیں کر رہیں جس پر ہمارے محترم علمائے سرحد اور حکومت بھی مکمل طور پر خاموش ہے یا خاموشی پر مجبور ہے۔

یا اللہ! ہمیں توبہ نصیب کر اپنے شعائر کی توہین سے بچا اور پہلی قوموں جیسے عذابوں سے بچا۔ تُو ہمیں خصوصی رحمت و انابت نصیب کر آمین یا ملک یوم الدین۔

.................................................................................................

مصادر و مراجع:


(۱) قرآن کریم ترجمہ و تفسیر از مولانا محمود الحسن اموی + تفسیر عثمانی
(۲) درس قرآن، آسٹریلیا مسجد لاہور
(۳) قصص القرآن مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی
(۴) رویت ہلال خالد اعجاز مفتی لاہور
(۵) روزنامہ جنگ لندن جنوری ۲۰۰۵
(۶) الوطن سعودیہ ۱۴۲۵ھ
(۷) JAS اردن
(۸) NASA رپورٹ اگست ۲۰۰۳ء صفحات ۲۱۹ تا ۲۲۱ U.S.A.
(۹) دینی مجلات (نقیب ختم نبوت، الخیر، انوار مدینہ، حق نوائے احتشام، فقہ اسلامی)
(۱۰) بیسیوں انٹرنیٹ مضامین، ذاتی مطالعہ و سالہا سال کا تجربہ

سید کاشف گیلانی

# حمد باری تعالیٰ

مجھے یقیں ہے مکاں ، لامکاں اُسی کے ہیں
زمیں بھی اُس کی ہے ہفت آسماں اُسی کے ہیں

یہ آسماں پہ مہ و مہر ہیں اُسی کے غلام
چمن اُسی کے ، بہار و خزاں اُسی کے ہیں

اُسی نے اِن کو دیا ہے ہمارے مصرف میں
زمیں میں جو ہیں خزانے نہاں اُسی کے ہیں

اُسی کے حکم سے ہے کائنات گردش میں
یہ سارے قافلے ہر دم رواں اُسی کے ہیں

زمیں پہ جِن و بشر بندگی میں ہیں مصروف
فلک پہ جتنے ہیں کرّوبیاں اُسی کے ہیں

اُسی کے ہیں جو فلک پر ہیں ذِکر میں مشغول
جو دے رہے ہیں زمیں پر اذاں اُسی کے ہیں

کسی پہ وقت سدا ایک سا نہیں رہتا
تمام وقت مگر جاوداں اُسی کے ہیں

مَیں مانتا ہوں غلط کار ہیں مگر پھر بھی
جو مانگتے ہیں اُسی کی اماں اُسی کے ہیں

یہ ہم پہ فرض ہے تفریق ہم کریں کاشفؔ
یہ اِمتحانِ یقین و گُماں اُسی کے ہیں

سید حبابؔ ترمذی

# نعت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

وہ دیکھو تبسم بہ لب آ رہے ہیں　　　تصور میں شاہِ عرب آ رہے ہیں
ابوبکر و فاروق و عثمان و حیدر　　　محمد کے ہمراہ سب آ رہے ہیں
درِ مصطفیٰ پر مسلمان ہونے　　　عجم آ رہے ہیں ، عرب آ رہے ہیں
سلیقہ نہ تھا اُن کو پینے کا شاید　　　مدینے سے جو تشنہ لب آ رہے ہیں
مریضِ محبت نہ گھبرا خدارا　　　وہ اب چل چکے ہیں وہ اب آ رہے ہیں
گنہگار کوئی نہ مایوس ہو گا　　　شفاعت کو محبوبِ رب آ رہے ہیں
مدینے سے پھر آ رہا ہے بلاوا　　　محبت کے پھر روز و شب آ رہے ہیں
منور ہے دل کی فضا اللہ اللہ　　　خیالوں میں ماہِ عرب آ رہے ہیں
ملیں جن کے صدقے میں آیاتِ کوثر　　　وہی جانِ شعر و ادب آ رہے ہیں
شہنشاہِ ہر دوسرا کون و مکاں اُن کو کہیے　　　نہ کہیے کہ شاہِ عرب آ رہے ہیں
جنھیں اپنے رب سے تھا فخر تلمذ　　　وہ اُمّی وہ تلمیذ رب آ رہے ہیں
ادب کے جو پیاسے ہوں سیراب ہو لیں　　　وہ تسنیمِ علم و ادب آ رہے ہیں

حبابؔ اُن کی آمد مداوائے غم ہے
بر دوشِ موجِ طرب آ رہے ہیں

☆☆☆

ڈاکٹر امتیاز احمد عباسی

# مناجات

تیری یاد سے دل رہے مطمئن
تیری ذات دل میں بسے رات دن

تیری یاد ہے روح کون و مکاں
اسی کے لیے خلقت انس و جن

اطاعت میں تیری رہوں مشتغل
گناہوں سے آتی رہے مجھ کو گھن

ترے شوق میں بس تڑپتا رہوں
نہ ہو چین اک لحظہ بھی اس کے بن

یہی ہے تمنا یہی آرزو
کہ دنیا میں غالب ہو دین ایک دن

☆☆☆

# نعت

دل یہ چاہتا ہے مدینے کو چلا جاؤں اک دن
ان کے قدموں میں ان آنکھوں کو بچھاؤں اک دن

ہے تمنا یہ میرے آپ کے پاؤں چوموں
اپنی ہستی کو وہاں خاک بناؤں اک دن

جھوم جاؤں جو کبھی گنبد خضریٰ دیکھوں
ان کی گلیوں میں پھروں چین جو پاؤں اک دن

روز جاؤں درِ اقدس پہ سلام عرض کروں
فیض سے دل کو بھروں موج مناؤں اک دن

جب مدینے سے چلوں لب سے مرے آہیں نکلیں
آرزو دل کی یہ ہو لوٹ کے آؤں اک دن

سب جہاں جس کا ہے ظل وہ ہے فقط ان کا وجود
ان کے قربان میں اے کاش کہ ہو جاؤں اک دن

پروفیسر خالد شبیر احمد

# غزل

ہم نے ہی ڈالی رسمِ جنوں ہم نے ہی جنوں اعجاز کیا
ہر ایک قدم تھا کوہِ گراں جب ہم نے سفر آغاز کیا

کیا رنگ جما تھا مقتل میں اک دھوم مچی تھی ہر جانب
جب ہم نے زباں زخموں میں رکھی اور زخموں کو اعزاز کیا

ہر گوشہ زمیں کا تھرایا اور گونج اٹھا تھا سارا جہاں
جب میرا جنوں شعلہ سا بنا اور شعلے کو آواز کیا

دنیا کی روش کے کیا کہنے یونہی تو بدلتی ہے دنیا
اک حرفِ ملامت اُس پہ بھی جس پر کہ صدیوں ناز کیا

وہ لمحہ بھی کیا لمحہ تھا کہ یاد کروں تو دل روئے
جب تیرے دل پر دستک دی اور تو نے تھا در باز کیا

ہم خوگر ہیں طوفانوں کے ہر لہر بسیرا ہے اپنا
کیا خوب ہے ڈالی ریت ہم نے کیا یہ پیش انداز کیا

اس شہر جفا میں غم اوڑھے دن رات میں پھرتا رہتا ہوں
ہمدم ٹھہرا اب غم اپنا تو غم کو ہی دمساز کیا

ہر تیری ادا پہ دل جھوما ہر نقش تیرا تصویر بنا
جب تیرے دل کی باتوں کو آنکھوں نے تیری غماز کیا

وہ دیوانے آزادی کے تھے کون کہ جانوں پر کھیلے
کنجشکِ حریت کو کس نے شہپر باندھا ، شہباز کیا

بخشی ہے جنوں کی تابانی ہاں رخت بدن کو لیلیٰ کے
یوں لَو پہ آتش کی ناچے یوں سوز کو ہم نے ساز کیا

ہاں صحنِ چمن کا ہر پتا اب راز یہ جانے ہے خالدؔ
ہر شاخ کو خوں سے سینچا ہے گل کو محوِ ناز کیا

سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

# مرزائیت کا ماضی وحال

اسلام ہی مکمل دین ہے اور یہی دینِ حق ہے اور نبوتِ محمدیہ نعمتِ تامہ وکاملہ ہے اور یہی روحِ عصر ہے۔ یہ بات تمام شکوک وشبہات سے مبرا ومنزہ ہے، اس میں شک وشبہ پیدا کرنے والا اپنی نسبتِ اسلام پر خطِ نسخ کھینچتا ہے اور اپنے لیے محبت ورواداری کے تمام دروازے بند کرتا ہے۔

تاریخ اس حقیقت کو اپنی آغوش میں چھپائے ہوئے ہے کہ مختلف ادوار میں انسانوں نے اپنی سفلی عقل کی بنیاد پر حیوانی تقاضوں کی تکمیل کے لیے اس دینِ حق کی رداءِ ابیض پر اعتراضات کے نجس اور سیاہ چھینٹے ڈالنے کی بار بار سعی ناتمام کی ہے اور ہر موقع پر اتباعِ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ابدی نشہ میں سرشار وسرمست داناؤں، خردمندوں اور بصیرتِ بالغہ کے پیکروں نے تشکیک وارتیاب کے مارے لوگوں کو منھ توڑ جواب دیا اور بہتوں کو ظلمتوں کے بھنور سے نکال کر نور کے جادۂ مستقیم کا راہی بنا دیا اور بہت کم ایسے سیاہ باطن تھے جو اپنے گناہوں کے کالے دریا کی طغیانیوں میں گھر کر رہ گئے اور ہزار اعانت کے باوصف جرائم کے تیندوے کی گرفت سے نہ نکل سکے۔ ایسے ہی سیہ روزوں نے اہلِ اسلام اور ان کی نورانی کاوشوں کو تعصب، جبر، ظلم، جور اور کم سے کم نامناسب رویہ کا نام دیا اور گوئبلز کی سفلی غلامی میں پروپیگنڈہ کے منفی سہارے سے رہروانِ جادۂ حق کو بدنام کرنے کی مکروہ ریت ڈالی۔ ہمارے عہدِ زبوں میں اہرمن کا یہ اوچھا ہتھکنڈا پہلے تو فرنگی سامراج نے ان اہلِ حق کے خلاف بھرپور استعمال کیا جنھوں نے اس بدیسی کافر کے خلاف جہاد کیا اور اس کے خبیث اقتدار کی طویل رات کو صبحِ آزادی کی روپہلی کرنوں کو طلوع کر کے ختم کیا۔ فرنگی سامراج نے اپنے بدیسی اور دیسی ایجنٹوں کے ذریعہ اہلِ حق پر الزام دشنام کا یہ سلسلہ اتنا وسیع کیا کہ ہندوستان میں امتِ مسلمہ مستقل طور پر دو حلقوں میں تقسیم ہوگئی:

(۱) انگریز کے دوست　　(۲) انگریز کے دشمن

فرنگی نے اپنے دوستوں کو خوب نوازا، جاگیریں، عہدے، مناصب، خطاب والقاب اور سماجی وسیاسی تحفظات فراہم کیے اور ان کی ہر مشکل اور آڑے وقت میں یوں مدد کی جیسے وہ ملکۂ وکٹوریہ کے گماشتوں کی مدد کرتے تھے۔ ایک طرف محبتوں، نوازشوں اور عنایتوں کا یہ عالم تھا تو دوسری طرف حق والوں کے خلاف تمام استبدادی حربے استعمال کیے گئے، مار کٹائی، لوہے کی گرم سلاخوں سے داغنا، راتوں کو جبراً جگانا، کمرے میں پیشاب چھڑک کے اس پر ننگے بدن سلانا، منھ پر گُو کے توبرے باندھنا، بھوکا رکھنا، بھوکے کو مارنا' پھر پیٹ بھر کے کھانا کھلانا، مہربانی کا برتاؤ کرنا اور پھر رات رات بھر جگانا، نیند آنے پر کوڑے برسانا، پیٹ میں ٹھڈے مارنا، نماز کے اوقات میں وضو کے لیے پیشاب والی نالی سے وضو کے لیے مجبور کرنا، سؤر کی چربی والا کھانا کھانے کے لیے مجبور کرنا، نہ کھانے پر مارنا، ڈاڑھی نوچنا، منہ پر تھوکنا، جسم کے نازک حصوں کو زخمی کر کے ان پر مرچیں چھڑکنا، ان کے رونے چیخنے پر قہقہے لگانا اور شراب پینا، ان کی عزت وناموس کو لوٹنا، مجاہدین کے سامنے ان کی گھر والیوں کو برہنہ کرنا، معصوم بچوں کو قتل کرنا، ہفتوں مارنا، اذیتیں دینا، لوہے کی سلاخوں کے تنگ صندوقوں میں تین

تین ماہ بند رکھنا، سخت سردی میں برہنہ رکھنا، جائیدادوں کی ضبطی قرقی، بھرے بازار میں داڑھیوں سے پکڑ کر مارنا گھسیٹنا، گھوڑوں سے باندھ کر گھوڑوں کو بھگانا اوران کی موت کا تماشا کرنا، توپ کے سامنے ایک لائن میں کھڑے کر کے سیکڑوں مجاہدین کوتوپ دم کرنا، شہر میں درختوں پر پھانسی دینا اور مہینوں شہداء کی لاشوں کولٹکائے رکھنا۔

جہادِ اسلام میں شریک ہونے کے جرم پرتعزیریں تھیں اور یہ ان لوگوں کا ’’کردار‘‘ ہے جو اسلامی سزاؤں کو وحشیانہ سزائیں کہتے تھے۔ مسلمانوں کو غیر مہذب اور اپنے آپ کو مہذب قوم کہتے تھے۔ یہ تھی وہ تہذیبِ فرنگ جس کا ناقوس بجانے میں نام نہاد مسلمان فرنگی سے بھی سبقت لے گئے اور اہلِ حق کو ہمیشہ غیر مہذب ہونے کا طعنہ دیا۔

ہندوستان میں فرنگی جس طرح دبے پاؤں داخل ہوا وہ مکاری و چالبازی کی منفرد مثال ہے۔ ۱۶۰۱ء، ۱۶۰۸ اور ۱۶۱۵ء میں بڑی آہستگی سے تجارت کے بہروپ میں درآنے والا فرنگی ۱۹۴۷ء تک مسلمانوں کے جسدِ ملی اور جسدِ وطن کو یوں لوٹتا رہا جیسے ہفتوں کے بھوکے درندے ہرن کے معصوم بچے پر جھپٹتے چیرتے، پھاڑتے اور بھنبھوڑتے ہیں۔

ماڈرن سولائزیشن کے ان بھیڑیوں نے جو وحشیانہ سلوک دینِ حق اور اہلِ حق سے کیا۔ اس کے باوجود ہندوستانی اقتدار پرستوں نے اس سولائزیشن کو نہ صرف قبول کیا بلکہ فرنگی کو اقتدار کے سنگھاسن پر براجمان ہونے کے لیے ٹول کا کام دیا۔ فرنگی کے انھی دوستوں اور ٹوڈیوں میں مرزا غلام احمد قادیانی کا خاندان بھی ایک منفرد و محبوب خاندان تھا۔ اس خاندان نے انگریز حکمرانوں کا استقبال امداد وتعاون کس قدر کیا۔ کیا کیا خدمت کی، کس کس ڈھب سے کی، اس سلسلہ میں غلام احمد قادیانی کی تحریریں، اعترافِ خدمتِ فرنگ کا تمغۂ خدمتِ فرنگ اپنے سینۂ کمینہ پر لٹکائے حاضرِ خدمت ہیں۔ غلام احمد اور اس کے خاندان کے اعترافات ملاحظہ ہوں:

(۱)...... ’’میرے والد مرزا غلام مرتضیٰ صاحب دربار گورنری میں کرسی نشین بھی تھے اور سرکارِ انگریزی کے ایسے خیر خواہ اور دل کے بہادر تھے کہ ’’مفسدہ‘‘ ۱۸۵۷ء میں پچاس گھوڑے اپنی گرہ سے خرید کر اور پچاس جنگ جو جوان بہم پہنچا کر اپنی حیثیت سے زیادہ اس گورنمنٹ عالیہ کی مدد دی تھی۔‘‘

(’’تحفہ قیصریہ‘‘ صفحہ ۱۶۔ مصنف: مرزا غلام احمد قادیانی)

(۲)...... ’’سب سے پہلے میں اطلاع دینا چاہتا ہوں کہ میں ایک ایسے خاندان میں سے ہوں جس کی نسبت گورنمنٹ نے ایک مدت دراز سے قبول کیا ہوا ہے کہ وہ خاندان اوّل درجہ پر سرکارِ دولت مدار انگریزی کا خیر خواہ ہے۔ چنانچہ صاحب چیف کمشنر بہادر پنجاب کی چٹھی نمبری ۵۷۶ مورخہ ۱۰/اگست ۱۸۵۸ء میں یہ مفصل بیان ہے کہ میرے والد مرزا غلام مرتضیٰ رئیسِ قادیان کیسے سرکارِ انگریزی کے سچے وفادار اور نیک نام رئیس تھے اور کس طرح ان سے ۱۸۵۷ء میں اضافت اور خیر خواہی اور مدد دہی سرکارِ دولت مدار انگلشیہ ظہور میں آئی اور کس طرح ہمیشہ وہ ہوا خواہِ سرکار رہے۔ گورنمنٹ عالیہ اس چٹھی کو اپنے دفتر سے نکال کر ملاحظہ کرسکتی ہے۔ اور رابرٹ کسٹ صاحب کمشنر لاہور نے بھی اپنے مراسلہ میں جو میرے والد صاحب مرزا غلام مرتضیٰ کے نام ہے چٹھی مذکورہ بالا کا حوالہ دیا ہے۔‘‘

(مجموعہ اشتہارات حصہ سوم صفحہ ۲۴۹، جمع کردہ محمد صادق مطبوعہ ۱۹۱۳ء بدر ایجنسی قادیان)

(۳)......''یہ التماس ہے کہ سرکار دولت مدار ایسے خاندان کی نسبت جس کو پچاس برس کے متواتر تجربہ سے ایک وفادار جاں نثار خاندان ثابت کر چکی ہے اور جس کی نسبت گورنمنٹ عالیہ کے معزز حکام نے ہمیشہ مستحکم رائے سے اپنی چٹھیات میں یہ گواہی دی ہے کہ وہ قدیم سے سرکارِ انگریزی کے پکے خیر خواہ اور خدمت گزار ہیں۔ اس خود کاشتہ پودا کی نسبت نہایت حزم اور احتیاط اور تحقیق اور توجہ سے کام لے اور اپنے ماتحت حکام کو اشارہ فرمائے کہ وہ بھی اس خاندان کی ثابت شدہ وفاداری اور اخلاص کا لحاظ رکھ کر مجھے اور میری جماعت کو ایک خاص عنایت اور مہربانی کی نظر سے دیکھیں۔ ہمارے خاندان نے سرکارِ انگریزی کی راہ میں اپنے خون بہانے اور جان دینے سے فرق نہیں کیا اور نہ اب فرق ہے۔ لہٰذا ہمارا حق ہے کہ خدماتِ گزشتہ کے لحاظ سے سرکارِ دولت مدار کی پوری عنایات اور خصوصیت توجہ کی درخواست کریں۔''

(مجموعہ اشتہارات جمع کردہ محمد صادق صفحہ ۲۶۲ حصہ سوم اشتہار نمبر ۴۸ مرقومہ مرزا غلام احمد قادیانی۔ ۱۸۹۸ء خط بنام بحضور نواب لفٹیننٹ گورنر بہادر دام اقبالہ)

چوتھا حوالہ دیکھئے اور خدمتِ فرنگ کا سیاہ سورج طلوع ہوتا بھی دیکھئے کہ غلام احمد نے اس موضوع پر کتنی سچی بات کہی ہے:

(۴)......''میں تمام مسلمانوں میں سے اوّل درجہ کا خیر خواہِ گورنمنٹ انگریزی کا ہوں کیوں کہ مجھے تین باتوں نے خیر خواہی میں اول درجہ پر بنا دیا ہے:

اوّل: والد مرحوم کے اثر نے

دوم: اس گورنمنٹ عالیہ کے احسانوں نے

سوم: خدا تعالیٰ کے الہام نے اب میں اس گورنمنٹ محسنہ کے زیرِ سایہ ہر طرح سے خوش ہوں۔''

(ضمیمہ تریاق القلوب، نمبر ۳ صفحہ ۳۱۰ مطبوعہ ۱۹۳۸ء ایڈیشن نمبر ۳)

یہ تو تھے غلام احمد قادیانی اور اس کے خاندانی اعترافات۔ لیجئے اب غلام احمد قادیانی کی ایک خفیہ سرکاری مہم کا کچا چٹھا ملاحظہ فرمائیں۔

## غلام احمد قادیانی سیاسی جاسوس تھا:

(۵)......''چونکہ قرینِ مصلحت ہے کہ سرکار انگریزی کی خیر خواہی کے لیے ایسے نافہم مسلمانوں کے نام بھی نقشہ جات میں درج کیے جائیں جو در پردہ اپنے دلوں میں برٹش انڈیا کو دار الحرب قرار دیتے ہیں اور ایک چھپی ہوئی بغاوت کو اپنے اندر رکھ کر اسی اندرونی بیماری کی وجہ سے فرضیت جمعہ سے منکر ہو کر اس کی تعطیل سے گریز کرتے ہیں۔ لہٰذا یہ نقشہ اسی غرض کے لیے تجویز کیا گیا ہے تا کہ اس میں ان ناحق شناس لوگوں کے نام محفوظ رہیں کہ جو ایسے باغیانہ سرشت کے آدمی ہیں۔ اگر چہ گورنمنٹ کی خوش قسمتی سے برٹش انڈیا میں مسلمانوں میں ایسے لوگ معلوم ہو سکتے ہیں جن کے نہایت مخفی ارادے گورنمنٹ کے برخلاف ہیں اس لیے ہم نے اپنی محسن گرنمنٹ کی پولٹیکل خیر خواہی کی نیت سے اس مبارک تقریب پر یہ چاہا کہ جہاں تک ممکن ہو اِن شریر لوگوں کے نام ضبط کئے جائیں جو اپنے عقیدہ سے اپنی مفسدانہ حالت کو ثابت کرتے ہیں

کیوں کہ جمعہ کی تعطیل کی تقریب پر ان لوگوں کا شناخت کرنا ایسا آسان ہے کہ اس کی مانند ہمارے ہاتھ میں کوئی بھی ذریعہ نہیں۔ وجہ یہ کہ جو ایک ایسا شخص ہو جو اپنی نادانی اور جہالت سے برٹش انڈیا کو دارالحرب قرار دیتا ہے، وہ جمعہ کی فرضیت سے ضرور منکر ہوگا اور اسی علامت سے شناخت کیا جائے گا کہ وہ درحقیقت اس عقیدہ کا آدمی ہے۔ لیکن ہم گورنمنٹ میں باادب اطلاع کرتے ہیں کہ ایسے نقشے ایک پولیٹیکل راز کی طرح اس وقت تک ہمارے پاس محفوظ رہیں گے جب تک گورنمنٹ ہم سے طلب کرے اور ہم امید رکھتے ہیں ہماری گورنمنٹ حکیم مزاج بھی ان نقشوں کو ملکی راز کی طرح اپنے کسی دفتر میں محفوظ رکھے گی اور بالفعل یہ نقشے جن میں ایسے لوگوں کے نام مندرج ہیں گورنمنٹ میں نہیں بھیجے جائیں گے۔''

(درخواست از مرزا غلام احمد قادیانی ''تبلیغ رسالت''۔ جلد۵، صفحہ ۱۱، یکم جنوری ۱۸۹۶ء)

ہندوستان پر فرنگی سامراج کے غاصبانہ تسلط کے بعد غلام احمد قادیانی برٹش انڈیا میں برطانوی سامراج کا سیاسی گماشتہ تھا۔ وہ جہاں دین میں نقب زنی میں ماہر تھا وہاں مرزا صاحب سیاسی طور پر بھی اپنا ایک رول ادا کرتے ہیں جو مندرجہ بالا عبارت سے آشکارا ہے کہ مرزا جی ان مسلمان مجاہدین کی جاسوسی بھی کیا کرتے تھے جو برطانوی سامراج کے خلاف جہاد میں مصروف تھے۔ غلام احمد قادیانی نے اس عبارت میں ان مجاہدینِ اسلام کو نافہم، باغی، ناحق شناس، باغیانہ سرشت والے، شریر لوگ، مفسدہ پرداز، نادان اور جاہل تک کہا۔ مسلمان جہاد میں مصروف تھے اور غلام احمد انھیں گالیاں دینے میں مصروف اور جاسوسی کا ''فرض'' ادا کرتا رہا۔ مرزائی اور لبرل لوگ آنکھیں کھول کر مرزا کی عبارت پڑھیں اور دیکھیں کہ ان مجاہدین کی فہرستیں تیار کر کے مرزا حکومت برطانیہ کو مہیا کرتا رہا اور وہ جیل کی تنگ و تاریک کوٹھڑیوں میں اپنی جوانیوں کی بہار کو خزاں آشنا کرتے رہے اور غلام احمد قادیانی یوں ''اجرِ رسالت'' حاصل کرتا رہا اور اقتدارِ فرنگ کی داد دیتا رہا۔ غلام احمد قادیانی اس قدر عیار و دجّال ہے جس کا وزن کرنا بہت مشکل امر ہے۔ وہ ایک ماہر رہزن ہے:

چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد

اپنی تمام برائیوں، بدکاریوں اور حرام خوریوں کو بڑی چابک دستی سے ''حسنِ عمل'' کا لبادہ پہناتا ہے اور اپنے دامِ مکر و فریب کے گرفتار شدگان کو حواس باختہ کر کے قائل کرتا ہے کہ مرزا کے تمام اعمالِ بد اعمالِ حسنہ ہیں۔ پہلے مرزا خود اپنی قباحتوں کا معترف ہوتا ہے پھر برٹش امپیریلزم کے سرکاری حوالوں سے اپنے برٹش ایجنٹ ہونے کا ثبوت مہیا کرتا ہے۔

یہ سب کچھ جو قارئین نے ملاحظہ کیا اور اس کے علاوہ مرزا غلام احمد قادیانی کی کتابوں میں اس قسم کی گفتگو جا بجا بکھری ہوئی ملے گی کہ:......

(۱)　مرزا غلام احمد قادیانی کا خاندان انگریزوں کا وفادار و غلام تھا۔

(۲)　خود مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے بزرگوں کی موت کے بعد برٹش امپریلزم سے تعلقات کی تجدید کی اور گوشۂ گمنامی سے نکلنے کے لیے درمیانی راستہ تلاش کیا۔

(۳)　مرزا غلام احمد قادیانی نے قعرِ گمنامی سے بامِ شہرت تک کون کون سی منزلیں طے کیں اور کیا کیا روپ دھارے وضاحت و صراحت سے اس کے اپنے اعترافات ہیں کہ اس نے دربارِ فرنگی میں بلند مقام حاصل کرنے کے لیے

ا:.....مجاہدین کی جاسوسی کی

ب: جہاد کے خلاف فتویٰ دیا کہ جہاد حرام ہے

ج: فرنگی کی اطاعت کے لیے قرآن وسنت کے مضامین غطر و بود کیے

د: فرنگی کو اولوالامر، اللہ کی رحمت اور محسنِ گورنمنٹ ثابت کرنے کے لیے ۲۴ کتابیں، رسائل اور اشتہارات شائع کیے۔

(۴) اور غلام احمد قادیانی نے اس کار بد کے لیے سترہ سال صرف کیے اور ان کتابوں کو عین اِنھیں دنوں میں ہندوستان میں بکثرت شائع کیا جب مسلمان مختلف علاقوں میں اپنی منتشر قوتوں کو یکجا کر کے جہاد میں مصروف تھے۔

(۵).....ہندوستان کے مسلمانوں کے جہاد کے اثرات مشرقِ وسطیٰ پر بھی مرتب ہوئے اور عرب مسلمان فرنگی سامراج کے خلاف ہندوستانی مسلمانوں کی اخلاقی حمایت کرتے تھے۔اس اخلاقی اعانت کو زائل کرنے کے لیے غلام احمد نے عرب ممالک میں اپنی کتابیں بھجوائیں تاکہ وہاں بھی فرنگی کی اطاعت ومحبت پیدا ہو اور ہندی مسلمانوں کی اعانت روک دی جائے۔

(۶).....اس عملِ بد کی نشر واشاعت میں ہندوستان کے وہ رؤسا اور جاگیردار جو ۱۸۵۷ء میں غداریوں کے عوض میں جاگیر دار بنائے گئے تھے۔غلام احمد قادیانی کی اس موومنٹ میں شانہ بشانہ نظر آتے ہیں۔ چند نام ملاحظہ کریں، ایسے لوگوں کی فہرست غلام احمد نے خود شائع کی ہے جن کی تعداد تین سوسولہ ہے۔

(مجموعہ اشتہارات مرتبہ محمد صادق حصہ سوم صفحہ ۲۶۲ مطبوعہ بدر ایجنسی، قادیان ضلع گورداسپور اپریل ۱۹۱۲ء)

چند نام جو لطافتوں سے مبرا ہیں ملاحظہ ہوں:

(۱).....خان صاحب نواب محمد علی خان صاحب رئیس مالیر کوٹلہ جن کے خاندان کی خدمات گورنمنٹ عالیہ کو معلوم ہیں۔

(۲).....مولوی سید محمد عسکری خان صاحب رئیس کڑا ضلع الہ آباد پنشنر ڈپٹی کلکٹر و نائب دار المہام ریاست بھوپال جن کی نمایاں خدمات پر سرکار سے لقب عطا ہوا اور چٹھیات خوشنودی ملیں۔

(۳).....مرزا نیاز بیگ صاحب پنشنر ضلع دار رئیس کلانور

(۴).....سید محمد احسن صاحب وائسریکل باڈی گارڈ رئیس امروہہ

(۵).....راجہ پائندہ خاں رئیس دارا پور ضلع جہلم

(۶).....میاں سراج دین رئیس کوٹ سراج دین ضلع گوجرانوالہ

(۷).....سردار محمد باقر خاں قزلباش کان گڑھ

(۸).....راجہ عبداللہ خان صاحب رئیس ہریانہ

(۹).....میاں معراج دین از خاندان میاں محمد سلطان رئیسِ اعظم لاہور

(غالباً یہ معراج دین صاحب سر فضل حسین کے بزرگ ہیں جنھوں نے حقِ نمک ادا کرتے ہوئے سر ظفر اللہ خان کو وائسرائے کی ایڈوائزری کونسل میں ہندوستان کے مسلمانوں کا نمائندہ نامزد کرایا)

(۱۰).....مفتی محمد صادق رئیس بھیرہ

(۱۱).....راجہ عطاء اللہ رئیس باڑی پور کشمیر

(۱۲)......سید حسام الدین رئیس سیالکوٹ

(۱۳)......منشی حبیب الرحمٰن رئیس کپورتھلہ

اس کے علاوہ پچاس سے زیادہ وہ لوگ ہیں جو پولیس کے اعلیٰ افسر ہیں یا ضلع دار، تحصیل دار، مجسٹریٹ یا فرنگیوں کے پرائیویٹ نوکر اور اعلیٰ فرنگی حکام کے دوست، خدمت گزار، ٹاؤٹ اور ٹوڈی ہیں...... جو:

الف: غلام احمد قادیانی کی مالی اعانت کرتے

ب: غلام احمد قادیانی کو سرکاری خفیہ مراسم میں آگے بڑھنے میں مدد دیتے

ج: غلام احمد قادیانی کو خفیہ اطلاعات بہم پہنچاتے

د: غلام احمد قادیانی کے مخالفین کو حکام کے ذریعہ مرعوب و ہراساں کرتے اور انھیں دھمکیاں دے کر مرزا کی مخالفت سے روکتے، ان پر سی آئی ڈی کے گماشتے چھوڑے جاتے جو ان کی نقل وحرکت کی سخت نگرانی کرتے اور ان کے دینی وانقلابی عملِ خیر کو فرنگی دشمنی کا نام دے کر قید وبند کی وادی میں دھکیل دیتے۔

(۷) مرزا غلام احمد قادیانی' اس کے بیٹے مرزا بشیر الدین محمود اور اس کے مربی حکیم نور الدین نے اس فارمولے پر عمل کیا کہ سرکار فرنگی کی دہلیز پر جبہ سائی نہ چھوڑی جائے۔ حکومتِ برطانیہ کی خوب مدح سرائی کی جائے اور اپنے مخالفوں کے خلاف برطانوی حکومت کے کان بھرے جائیں، جائز و ناجائز رپورٹیں بہم پہنچا کر انھیں زیر کیا جائے اور حکومت سے مفادات حاصل کیے جائیں۔

اور یہ تو ایک تاریخی حقیقت ہے کہ جس شخص نے بھی مال و دولت کی دنیا ء دوں کو دونوں ہاتھوں سے سمیٹا ہے اس کا روٹ ہی مجرمانہ ہے۔ حکمرانوں کے بوٹ پالش کرو اور قربِ سلطان حاصل کرو اور اس قرب کی گھاٹی میں جب بھی خلوت میسر آئے اپنوں کے لیے مناصب مانگے جائیں اور مخالفوں کے لیے جیل کی تنگ و تاریک کوٹھڑیوں کا بندوبست کیا جائے۔ پنجاب کے تمام رؤساء اور جاگیر داروں کا سیاسی قد کاٹھ اس رویے کا مرہونِ منت ہے اور ان کا ماضی، حال اور مستقبل اسی روش، وطیرہ اور حکمتِ عملی پر منحصر ہے۔ یہ لوگ جبینِ نیاز جھکائے بغیر ایک دن بھی نہیں گزار سکتے اور ان کی اسی قدرِ مشترک کی وجہ سے ان میں باہمی بہت سی اقدار کا اشتراک ہو جاتا ہے۔ حتیٰ کہ ازدواجی مراسم بھی اسی ''رشتہ'' کی بنیاد پر قائم ہو جاتے ہیں جس میں قومیت اور کفو کا قرآنی حکم بھی مضمحل ہو کر بکھر بکھر جاتا ہے۔

اسی رویہ، روش، وطیرہ اور اسی قدرِ مشترک کے سہارے غلام احمد قادیانی کے نظریات وافکار ہندوستان کے وڈیروں میں پھیلے۔ انھوں نے نہ صرف اسے قبول کیا بلکہ اس کے عوامی ابلاغ کی راہ ہموار کی۔ آج بھی جو لوگ ان کی ہاں میں ہاں ملاتے ہیں وہ یا تو سیاسی طور پر خچر صفت ہیں یا نو دولتیے اور یا پھر ۱۸۵۷ء کے جاگیر داروں، نوابوں اور رئیسوں کی باقیاتِ سیئات ہیں جو یونیورسٹیوں کے ارتیابی و تشکیکی راستوں سے ہوتے ہوئے زندگی کے مختلف شعبوں کی بلندیوں پر غاصبانہ قبضہ جمائے بیٹھے ہیں اور پاکستان کو شیرِ مادر سمجھتے ہیں اور اس کی تمام دولت کو سرمایہ داروں کے آوارہ چھوکروں کی طرح برباد کرنا اپنا حق سمجھتے ہیں۔ آج کی اس دنیا میں یہی لبرل مسلمان مرزائیت کا خام مال ہیں۔ اس کا مشاہدہ اندرونِ ملک تو تھا ہی۔ میں نے اپنے برطانیہ کے دو سفروں میں بھی اسی حالت کا مشاہدہ کیا ہے کہ وہاں بھی مرزائیوں کا ہدف یہی مخلوق

ہے اور طریقۂ واردات بھی بالکل وہی ہے جو پاکستان میں ہے یا جو متحدہ ہندوستان میں تھا کیوں کہ غلام احمد قادیانی نے جو راستہ اختیار کیا تھا وہ بھی یہی تھا لہٰذا مرزائیوں کے اعتقادی اجزا میں یہ بات شامل ہے کہ:......

(۱)......حکمرانوں کی چاپلوسی کی جائے اور تملق میں سب سے بڑھ کر کمال دکھایا جائے

(۲)......پولیس اور اعلیٰ افسران سے روابط بڑھائے جائیں، ان کی دعوتیں کی جائیں، انھیں اپنے ویجی ٹیبل اخلاق کا گرویدہ بنایا جائے۔

(۳)......لبرل مسلمانوں کو اور سیاسی آوارہ گردوں کو ان کے مذاق کے مطابق مجلسیں مہیا کی جائیں اور مضبوط دینی ذہن رکھنے والے افراد پر پھبتیاں کسنے میں موافقت کی جائے اور اس طرح ایک کو آپریٹو ماحول پیدا کر کے مرزائیت کا نخچیر بنایا جائے۔

برطانیہ میں کیمبرج یونیورسٹی ہال میں مرزائیوں نے ایک اجتماع کیا جس کا موضوع تھا ''بانیانِ مذاہب اور ان کا تعارف'' اس میں مسلمانوں کی نمائندگی خود سنبھال لی۔ اللہ نے ہمیں بھی موقع دیا کہ ہم اپنے ساتھیوں سمیت وہاں پہنچ گئے۔ وہاں صورتِ حال یہ تھی کہ برطانوی پولیس کے ایک درجن سے زائد افراد وہاں موجود تھے اور ان کا انسپکٹر سول ڈریس میں ایک طرف گربۂ مسکین بنا کھڑا تھا۔ جب ہم میٹنگ ہال میں داخل ہونے لگے تو پولیس نے ہمیں روک لیا۔ ہم نے اپنے مؤقف کو مضبوطی سے اس کے سامنے رکھا کہ جب میٹنگ اوپن ہے تو پھر ہمیں جانے سے کیوں روکا جا رہا ہے۔ یہ بات ان کی عقل میں آ گئی اور ہم اندر چلے گئے۔ جب قادیانی عطاء المجیب تقریر کے لیے کھڑا ہوا تو میں بھی سامعین کے درمیان اپنی کرسی پر کھڑا ہو گیا اور بلند آواز میں آیت خاتم النبیین کی تلاوت شروع کر دی۔ میں نے اسے مسلمانوں کی نمائندگی سے منع کر دیا اور جلسہ برخواست ہو گیا۔

دوسرا واقعہ بھی برطانیہ کے شہر ہڈرس فیلڈ میں مجلس احرار کی ختم نبوت کانفرنس کا ہے کہ پولیس کے دو نمائندے ہمارے میٹنگ ہال میں آئے اور انھوں نے بڑی سنجیدگی کے ساتھ منتظمین سے پوچھا کہ سنا ہے تم لوگ یہاں حکومتِ برطانیہ کے خلاف جلوس نکال کر کوئی ہلڑ بازی کرنا چاہتے ہو۔ ان کی خوب تسلی کرائی کہ ہمارا تو مشن ہی صرف تبلیغِ ختمِ نبوت ہے برطانیہ کے سیاسی نشیب و فراز سے ہمارا کوئی تعلق نہیں وہ تو چلے گئے۔ جب ہم نے تحقیق کے لیے مقامی ساتھیوں سے گزارش کی تو عقدہ یہ کھلا کہ ہڈرس فیلڈ کے مرزائیوں نے فون کیے اور درخواست دے کر پولیس کو ہمارے خلاف اکسایا۔ بعد میں پولیس نے ہمارے تبلیغی عمل میں مداخلت پر بھرپور معذرت کی۔ اس ساری گفتگو کا حاصل و مقصد یہ ہے کہ غلام احمد نے جہاں سے ابتداء کی تھی مرزائی آج بھی اسی جگہ کھڑے ہیں کہ:......

(۱)...... ہر حکمران کی ٹی سی کی جائے اور اپنے مفادات کا تحفظ کیا جائے۔

(۲)......مخالفین کو پریشان کر کے مرعوب کیا جائے۔

پاکستان کے اربابِ اختیار، سول اور اعلیٰ فوجی افسر، پولیس، سیاست دان اور لبرل مسلمان ہوش کی آنکھ کھولیں اور ہم خدامِ ختمِ نبوت کے راستہ میں رکاوٹ کھڑی نہ کریں۔ امتناعِ قادیانیت آرڈی ننس کے اعلانِ عام کے باوجود بہت سے سرکاری ملازمین ہمارے مقابلے میں مرزائیوں کی کھلم کھلا حمایت کرتے ہیں، انھیں مظلوم کہتے ہیں اور ہم پر طعن و تشنیع کرتے ہوئے ہرگز نہیں شرماتے۔ سیاستدان اور لبرلزان سے گھل مل کر رہتے ہیں، رشتے ناتے کرتے ہیں اور ووٹوں کی بھیک مانگتے ہیں جو مرزا طاہر کی بزدل مکار، مکروہ اور جعلی خلافت کی ظاہری کامیابی کا ذریعہ و وسیلہ ہے۔　(مطبوعہ ۱۹۸۸ء)

مولانا مشتاق احمد چنیوٹی

# تحریفِ قرآن کی ایک نئی سازش

قرآن مجید سے غلط استدلال اور تاویلات، نفس پرست اور باطل پسند لوگوں اور فرقوں کا شیوہ رہا ہے۔قرآن مجید کے صحیح مطالب میں خود ساختہ معانی کی آمیزش کا سلسلہ قرونِ اولیٰ ہی سے شروع ہو گیا تھا۔مشہور ہے کہ کوئی شخص نماز نہیں پڑھتا تھا۔کسی نے وجہ پوچھی تو اس نے کہا قرآن مجید میں نماز پڑھنے سے منع کیا گیا ہے اور اس نے استدلال میں یہ آیت پڑھی:یا ایھا الذین امنوا لاتقربو الصلوٰۃ(ترجمہ:اے ایمان والو!تم نماز کے قریب نہ جاؤ)۔پوچھنے والے نے کہا آگے بھی پڑھو تو اس نے کہا پہلے اس پر عمل کرلوں پھر آگے پڑھوں گا۔سو قادیانیوں کا بھی یہی طرزِ عمل ہے۔آیات کا خود ساختہ ترجمہ کرتے وقت وہ لغت ،سیاق وسباق ،شان نزول اور احادیث ،اقوال صحابہؓ وتابعینؒ سب کو نظر انداز کر جاتے ہیں۔ضعیف حدیث کو معتبر حدیث بنا کر پیش کرنا،ضعیف اور مرجوح قول کو راجح قرار دینا اور شانِ نزول کا اعتبار نہ کرنا ان کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔نہ صرف جھوٹے مدعی نبوت آنجہانی مرزا قادیانی نے قرآن مجید کے معانی ومطالب کو بازیچۂ اطفال بنایا بلکہ اس کے بیٹے اور قادیانی جماعت کے دوسرے خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود نے بھی اپنی تفسیر کبیر میں تحریفات کی انتہا کر دی یعنی''پدر آنچہ نہ کرد، پسر تمام کرد''پر عمل کیا۔حال ہی میں منظوم اردو کے نام سے شائع ہونے والے مفہوم القرآن میں پسرور ضلع سیالکوٹ کے معروف قادیانی قاضی عطاء نے قرآن مجید کی کئی ایک آیات میں تحریف کر کے قادیانی عقائد وعزائم کی بھرپور ترجمانی کی ہے۔حال ہی میں قاضی عطاء کے اس منظوم ترجمہ قرآن کی تقریب رونمائی سیالکوٹ میں منعقد ہوئی جس میں ربوہ اور لاہور سے کئی اہم قادیانیوں نے شرکت کی۔یاد رہے کہ قاضی عطاء کا والد قاضی ظہور اللہ،پسرور میں قادیانی جماعت کا انتہائی متحرک اور متعصب مبلغ تھا۔قاضی عطاء نے کئی آیات کے منظوم مفہوم اور ترجمہ میں قادیانی خلیفہ مرزا محمود کی پیروی کی ہے۔قادیانی قیادت یہ محرف ترجمہ ہزاروں کی تعداد میں نہ صرف مفت تقسیم کر چکی ہے بلکہ اسے اندرون وبیرون ملک کی بڑی بڑی لائبریریوں میں بھی پہنچا دیا ہے۔قاضی عطاء کے اس محرف ترجمہ کی بعض تحریفات ہم اشاعت کے لیے دے رہے ہیں تاکہ عوام وخواص ہوشیار ہو جائیں اور اس کی تحریفات سے متاثر ہو کر اپنا ایمان وعقیدہ خراب نہ کر بیٹھیں۔

### تحریف نمبر۱:

آیت: اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسٰٓى اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ وَ رَافِعُكَ اِلَىَّ......(سورۃ آل عمران:۵۵)

صحیح ترجمہ:اس وقت خدا نے فرمایا کہ عیسیٰ!میں تجھے پورا لینے والا ہوں اور تجھے اپنی طرف اٹھانے والا ہوں۔

قادیانی تحریف:(اس وقت کو یاد کرو)جب اللہ نے کہا کہ اے عیسیٰ!میں تجھے (طبعی طور پر)وفات دوں گا اور تجھے اپنے حضور میں عزت بخشوں گا۔(صفحہ:۸۷،تفسیر صغیر از خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود قادیانی)

قاضی عطاء کا ترجمہ:

جب خداوند تعالیٰ نے کہا اے عیسیٰ
کرنے والا ہوں بلند اپنی طرف دے کے وفات

(مفہوم القرآن ۔ جلد اوّل، صفحہ ۲۵۰)

تنقید: قاضی عطاء نے توجہ دلانے پر وفات کے لفظ پر سفید سیاہی پھیر کر ہاتھ سے ''ثبات'' لکھنا شروع کر رکھا ہے۔ حالاں کہ یہ بھی غلط ہے۔ لفظ ''ثبات'' کا اس آیت میں کیا معنی بنے گا ایک معمہ ہے سمجھنے کا نہ سمجھانے کا۔

## تحریف نمبر۲:

آیت: وَ مَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَ الرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَ الصِّدِّیْقِیْنَ وَ الشُّھَدَآءِ وَ الصّٰلِحِیْنَ......(سورۃ النساء:۶۹)

صحیح ترجمہ: اور جو لوگ خدا اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں، وہ (قیامت کے روز) ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر خدا نے بڑا فضل کیا یعنی انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور نیک لوگ۔

قادیانی تحریف: اور جو (لوگ بھی) اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کریں گے وہ ان لوگوں میں شامل ہوں گے جن پر اللہ نے انعام کیا ہے یعنی انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین۔ (صفحہ ۱۱۹، ۱۲۰ تفسیر صغیر از قادیانی خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود قادیانی)

قاضی عطاء کا ترجمہ:

جو کوئی مانتا ہے حکم خدا ، حکم رسول
تو وہ ان نیک ترین بندوں میں شامل ہوگا
انبیاء اور کہ صدیق و شہید و صالح

(مفہوم القرآن ۔ جلد اوّل، صفحہ ۳۷۹)

تنقید: یہ منظوم ترجمہ غلط ہے اس سے اجرائے نبوت کا عقیدہ ثابت ہوتا ہے۔

## تحریف نمبر۳:

آیت: وَ اَنْزَلْنَا عَلَیْھِمُ الْمَنَّ وَ السَّلْوٰیo (سورۃ الاعراف:۱۶۰)

صحیح ترجمہ: اور ہم ان پر من و سلویٰ اتارتے رہے۔

قادیانی تحریف: اور ہم نے ان کے لیے ترنجبین اور بٹیر پیدا کیے۔ (صفحہ ۲۱۲ تفسیر صغیر از قادیانی خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود قادیانی)

قاضی عطاء کا ترجمہ: اور ایک انعام یہ کیا کہ ان کو ترنجبین اور بٹیریں پہنچائیں

اشعار میں: من اور سلویٰ کی نعمت بھی عنایت کردی (مفہوم القرآن، جلد اوّل، صفحہ ۱۴۷)

تنقید: درج بالا آیت کے اندر مرزائی لفظ ''انزلنا'' کے معنی اتارنا سے بدل کر پیدا کرنا کرتے ہیں جو کہ تحریف ہیں۔ قاضی عطاء نے بھی ''انزلنا'' کے معنی اتارنا نہیں کیے بلکہ ''پہنچانا'' اور ''عنایت کرنا'' کے کر کے قادیانیت کی تائید کی ہے۔

## تحریف نمبر۴:

آیت: وَ اِذۡ قُلۡنَا لِلۡمَلٰٓئِکَۃِ اسۡجُدُوۡا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوۡۤا اِلَّاۤ اِبۡلِیۡسَ ط (سورۃ البقرہ:۳۴)

صحیح ترجمہ: اور جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کے آگے سجدہ کرو تو وہ سب سجدے میں گر پڑے لیکن شیطان نے انکار کیا۔

قادیانی تحریف: (اور اس وقت کو بھی یاد کرو) جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کی فرماں برداری کرو۔ اس پر انھوں نے فرماں برداری کی مگر ابلیس (نے نہ کی)۔ (صفحہ۱۲، تفسیر صغیر، قادیانی خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود قادیانی)

قاضی عطاء کا ترجمہ: اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کی فرماں برداری کر و تو انھوں نے فرماں برداری کی مگر ابلیس نے نہ کی۔ (مفہوم القرآن، جلد اوّل، صفحہ ۲۷)

تنقید: درج بالا آیت کے ترجمہ کے اندر مرزائی مؤقف یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ نہیں کیا گیا بلکہ فرشتوں کو ان کی فرماں برداری کے لیے کہا گیا۔ قاضی نے اپنے مفہوم القرآن کے اندر ترجمہ میں یہی مؤقف بیان کیا ہے۔

## تحریف نمبر۵:

آیت: یَوۡمَئِذٍ یَّتَّبِعُوۡنَ الدَّاعِیَ لَا عِوَجَ لَہٗ...... (سورۃ طٰہٰ:۱۰۸)

صحیح ترجمہ: اس روز لوگ ایک پکارنے والے کے پیچھے چلیں گے اور اس کی پیروی سے انحراف نہ کر سکیں گے۔

قادیانی تحریف: اس دن لوگ پکارنے والے کے پیچھے چل پڑیں گے جس کی تعلیم میں کوئی کجی نہ ہوگی۔

(صفحہ:۴۰۵، تفسیر صغیر، از قادیانی خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود قادیانی)

قاضی عطاء کا ترجمہ: اس دن دوڑیں گے پیچھے پکارنے والے کے ٹیڑھی نہیں جس کی بات:

اشعار میں:

اور اسی روز چلے آئیں گے دوڑے دوڑے
ایک داعی کی ندا پر نہیں ہے جس میں کجی

(مفہوم القرآن، جلد دوم، صفحہ ۴۷۴)

تنقید: درج بالا آیت کے ترجمہ میں قاضی عطاء نے ''ٹیڑھی نہیں جس کی بات'' پکارنے والے پر چسپاں کی ہے۔ جب کہ صحیح ترجمہ یہ ہے کہ جن کو پکارا جا رہا ہے' وہ پیروی سے انحراف نہ کر سکیں گے۔ یہ واضح طور پر ترجمہ قرآن کی تحریف ہے۔

## تحریف نمبر۶:

آیت: وَ اِذۡ قَتَلۡتُمۡ نَفۡسًا فَادّٰرَءۡتُمۡ فِیۡہَا وَ اللّٰہُ مُخۡرِجٌ مَّا کُنۡتُمۡ تَکۡتُمُوۡنَ ۝ (سورۃ البقرہ:۷۲)

صحیح ترجمہ: اور جب تم نے ایک شخص کو قتل کیا تو اس میں باہم جھگڑنے لگے لیکن جو بات تم چھپا رہے تھے خدا اس کو ظاہر کرنے والا تھا۔

قادیانی تحریف: (اور اس وقت کو بھی یاد کرو) جب تم نے ایک شخص کو قتل کرنے کا دعویٰ کیا کیا تم نے پھر اس کے بارے میں اختلاف کیا۔ حالاں کہ جو کچھ تم چھپاتے تھے اللہ اسے ظاہر کرنے والا تھا۔ (صفحہ:۱۸، تفسیر صغیر، از قادیانی خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود قادیانی)

قاضی عطاء کا ترجمہ: اور جب تم نے ایک شخص کو اپنی طرف سے قتل کر دیا پھر آپس میں اختلاف کیا اور اللہ ظاہر کرنے والا تھا

جوتم چھپاتے تھے۔(مفہوم القرآن، جلداوّل، صفحہ۴۹)

تنقید: درج بالا آیت کے ترجمہ میں قادیانی مؤقف یہ ہے کہ دعویٰ قتل ہوا تھا نہ کہ قتل۔ قاضی نے بھی اپنے ترجمہ کے اندر وقوعہ قتل کے ہونے میں ابہام پیدا کرتے ہوئے ''لوگوں کے اپنی طرف سے ایک شخص کو قتل کر دینے کے دعویٰ کا اظہار کر رہا ہے''، جو سراسر قادیانی مؤقف کی تائید ہے۔

## تحریف نمبر۷:

آیت: **وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْر** (البقرہ:۶۳)

صحیح ترجمہ: اور ہم نے طور پہاڑ کو تمہارے اوپر معلق کر دیا۔

قادیانی تحریف: یعنی تم کو پہاڑ کے دامن میں کھڑا کیا تھا۔ (حاشیہ صفحہ۱۶، تفسیر صغیر، از قادیانی خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود قادیانی)

قاضی عطاء کی منظوم عبارت: اور جب طور کے دامن میں کھڑے تھے تم لوگ (مفہوم القرآن، جلداوّل، صفحہ۴۴)

تنقید: آیت کا منظوم ترجمہ قطعاً غلط ہے۔ لغت کے بھی خلاف ہے۔

## تحریف نمبر۸:

آیت: **اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ وَ مَنْ يَّلْعَنِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَلَهٗ نَصِيْرًا** ۔(النساء:۵۲)

قاضی عطاء کی منظوم عبارت:

تو نے دیکھا ہے دیا ہے جن کو ہے کچھ کتاب علم
مانتے وہ ہیں بتوں اور کہ شیطانوں کو
کہتے ہیں راستے سیدھے پہ ہمیں لوگ تو ہیں
چھوڑتے پیچھے ہیں دیندار مسلمانوں کو

(مفہوم القرآن، جلداوّل، صفحہ۳۷۰)

تنقید: مذکورہ منظوم ترجمہ بالکل غلط اور غیر متعلقہ ہے۔

## تحریف نمبر۹:

آیت: **اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ** ۔(النمل:۱۲)

قاضی عطاء کی منظوم عبارت:

بالیقیں وہ تو گروہ ایک ہے بدکاروں کا
فاسقوں، منکروں کا اور کہ ہے کافروں کا

(مفہوم القرآن، جلد دوم، صفحہ۲۱۷)

تنقید: بدکار، منکر، کافر آیت مذکورہ کے کن الفاظ کا ترجمہ ہے؟

## تحریف نمبر۱۰:

آیت: وَاَعَدَّ لِلْکٰفِرِیْنَ عَذَابًا اَلِیْمًا (الاحزاب:۸)

قاضی عطاء کی منظوم عبارت:

یوں المناک عذاب ہم نے ہیں تیار کیے
واسطے منکروں کے، کافروں کے فاسقوں کے

(مفہوم القرآن، جلد دوم، صفحہ ۸۸۹)

تنقید: منکر اور فاسق آیت کے معنی میں داخل کرنا درست نہیں ہے۔

## تحریف نمبر۱۱:

سورۃ الرحمٰن میں فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ متعدد جگہ آیا ہے۔ قاضی عطاء نے ہر مرتبہ اس آیت کی منظوم عبارت لکھتے ہوئے ایسے الفاظ داخل کر دیئے ہیں جو کہ عربی متن میں نہیں ہیں، ملاحظہ فرمائیں:

مثال نمبر۱: کون کون سے جھٹلاؤ گے انعام خدا
کذب کی زنداں میں کیوں پھرتے ہو زنجیر بپا (مفہوم القرآن، جلد سوم، صفحہ:۳۹۱)

مثال نمبر۲: کیا کیا انعام خداوندی کو جھٹلاؤ گے
دامن کذب کو کس کس جگہ پھیلاؤ گے (صفحہ۳۹۲)

مثال نمبر۳: کون کون سے جھٹلاؤ گے انعام خدا
کذب کے جال میں کیوں جکڑے ہوا سوچو تو ذرا (صفحہ۳۹۲)

مثال نمبر۴: کیا کیا انعامِ خداوندی کو جھٹلاؤ گے
دامن کذب کو کس کس جگہ پھیلاؤ گے (صفحہ۳۹۳)

مثال نمبر۵: کیا کیا انعام خداوندی کو جھٹلاؤ گے
کہاں تک دامن تکذیب کو پھیلاؤ گے (صفحہ۳۹۳)

مثال نمبر۶: کب تلک جھوٹ کی پھیلاؤ گے دنیا میں وباء (صفحہ۳۹۴)

مثال نمبر۷: جھوٹ کے جال کو کس کس جگہ پھیلاؤ گے (صفحہ۳۹۳)

مثال نمبر۸: کذب کی زنداں میں کیوں قید ہو زنجیر بپا (صفحہ۳۹۵)

مثال نمبر۹: دام تکذیب کو کس کس جگہ پھیلاؤ گے (صفحہ۳۹۵)

مثال نمبر۱۰: کذب کے جال میں کیوں جکڑے ہو زنجیر بپا (صفحہ۳۹۶)

مثال نمبر۱۱: دام تکذیب کو کس کس جگہ پھیلاؤ گے (صفحہ۳۹۷)

مثال نمبر۱۲: کذب کی زنداں میں کیوں قید ہو زنجیر بپا (صفحہ۳۹۷)

مثال نمبر ۱۳: دام تکذیب کو کس کس جگہ پھیلاؤ گے (صفحہ ۳۹۸)

مثال نمبر ۱۴: تان کر بیٹھے ہو تم جھوٹ کی کیوں کیوں سر بہ ردا (صفحہ ۳۹۹)

مثال نمبر ۱۵: دام تکذیب کو کس کس جگہ پھیلاؤ گے (صفحہ ۳۹۹)

مثال نمبر ۱۶: کب تلک جھوٹ کی پھیلاؤ گے دنیا میں بھلا (صفحہ ۴۰۰)

مثال نمبر ۱۷: دام تکذیب کو کس کس جگہ پھیلاؤ گے (صفحہ ۴۰۰)

مثال نمبر ۱۸: کیا کیا انعام خداوندی کو جھٹلاؤ گے
دامن کذب کو کس کس جگہ پھیلاؤ گے (صفحہ ۴۰۱)

ان تمام مثالوں میں '' فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰن '' کا ترجمہ لکھنے کے بعد مذکور مصرع جات لکھے گئے ہیں۔ کیا قرآن مجید میں یہ اضافہ نہیں ہے۔

### تحریف نمبر ۱۲:

آیت: وَمَا لَکُمْ اَلَّا تُنْفِقُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَلِلّٰہِ مِیْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لاَ یَسْتَوِیْ مِنْکُمْ مَنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَ قٰتَلَ (الحدید:۱۰)

قاضی عطاء کی منظوم عبارت:

کیا ہوا خرچ نہیں کرتے رہ اللہ میں
جو بھی کچھ ارض وسماوات میں ہے حالانکہ
وہ خداوند تعالیٰ کا ہے اور اس کے لیے
فتح مکہ سے کیا خرچ ہے پہلے جس نے

(مفہوم القرآن، جلد سوم، صفحہ ۴۱۸)

تنقید: قاضی نے لاَ یَسْتَوِیْ مِنْکُمْ مَنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَ قٰتَلَ کا ترجمہ کیا '' فتح مکہ سے کیا خرچ ہے پہلے جس نے''۔ '' یہ ترجمہ ہدایۃ '' غلط ہے جیسا کہ اہل علم پر مخفی نہیں ہے۔

قرآن مجید کے ترجمہ میں ان واضح تحریفات کے نتیجہ میں مسلمان، کسی شخص کو اس بات کی کھلی چھٹی نہیں دے سکتے کہ وہ اقلیت کے نام پر اکثریت کی دل آزاری کرے۔ یہود و ہنود کی سرپرستی اور سرمائے سے شائع ہونے والا یہ ترجمہ قرآن مسلمانوں میں شرانگیزی کا باعث بن رہا ہے۔ حکومت پاکستان بالخصوص حکومتِ پنجاب سے درخواست ہے کہ وہ مسلمانوں کے مذہبی جذبات کا احترام کرتے ہوئے اور امن وامان کی صورت حال کے پیش نظر قاضی عطاء قادیانی کے اس متنازعہ ترجمہ قرآن کی اشاعت اور فروخت پر پابندی عائد کر کے اس کی تمام کاپیاں فوری طور پر ضبط کرے اور اس کے ذمہ داران کو گرفتار کر کے قرار واقعی سزا دی جائے۔ امید ہے کہ حکومت اس سلسلہ میں سنجیدگی سے کارروائی کرے گی۔

ڈاکٹر شاہد کاشمیری

# ضیغمِ احرار شیخ حسام الدین رحمتہ اللہ علیہ

( یکم جون ۱۸۹۷ء......۲۱ رجون ۱۹۶۷ء )

ضیغمِ احرار شیخ حسام الدین رحمہ اللہ مجلس احرار اسلام کے بانیوں اور حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ کے رفقاء میں صفِ اوّل میں شمار ہوتے تھے۔ تحریک خلافت اور مجلس احرار اسلام کے سٹیج سے انھوں نے انگریز سامراج اور اس کے حاشیہ نشینوں کے خلاف آزادی کی جنگ لڑی۔ وہ برصغیر میں تحریک آزادی کے عظیم اور مخلص رہنما تھے۔ جون ان کی ولادت اور انتقال کا مہینہ ہے۔ اسی مناسبت سے یہ مضمون ان کی یاد میں ہدیۂ قارئین ہے۔ (ادارہ)

قائدِ احرار شیخ حسام الدین ہمہ جہت شخصیت کے مالک تھے۔ وہ صبر و استقامت کے پیکر لازوال و بے مثال، خوشامد و قصیدہ گوئی سے بے نیاز، حق گوئی و بے باکی کی تصویر، مزاج شروع ہی سے سخت' جو بات کہہ دی پھر اس پر ڈٹ گئے مگر معاف کرنے پر آئے تو ان جیسا منکسر المزاج بھی دورِ جدید میں کوئی نہ ملا۔ وہ نہ صرف مجلس احرار اسلام کے رہنما رہے بلکہ اس کے بانیوں میں شامل تھے۔ وہ ایک بلند پایہ شعلہ بار مقرر، اعلیٰ شعری ذوق رکھنے والے علم دوست، بہترین انشا پرداز اور مترجم تھے۔ ان کا ملکی و بین الاقوامی سیاسی معاملات پر مطالعہ و مشاہدہ وسیع تھا۔ وہ ایک منجھے ہوئے صحافی بھی تھے۔ روزنامہ '' آزاد'' لاہور کے چیف ایڈیٹر اور نگران بھی رہے۔ وہ انگریز دشمن، باضمیر و با اصول رہنما تھے۔ ان کی زندگی کا بیشتر حصہ مجلس احرار اسلام کے اصول و مقاصد اور جدوجہد آزادی کی خاطر بے لوث خدمت کرنے اور دینی و قومی افکار کی اشاعت میں گزرا، وہ صحیح معنوں میں ضیغمِ احرار تھے۔ انھوں نے تقریر و تحریر کے ذریعے وقت کے حاکموں کو للکارا۔ حق گوئی و بے باکی کی ایسی مثال قائم کی کہ جس سے ان کی سوچ اور نظریے کو ایک نئی شان اور حوصلہ ملا اور قید و بند کی صعوبتوں کی کبھی پروا نہ کی۔ ان کے خطبات، مضامین اور مجلس احرار اسلام کے اہم اجلاسوں میں پیش کی جانے والی قراردادیں ان کی سیاسی بصیرت اور مربوط سوچ کی غماز ہیں۔ مجلس احرار کے بانی اور بنیادی کارکن کے ناتے انھوں نے تاریخ حریت کے ان قافلہ سالاروں میں اپنا نام لکھوایا جنھوں نے برطانوی سامراجی اقتدار و تسلط کی جڑوں کو کھوکھلا کرنے اور امت مسلمہ کو آزاد ہندوستان میں خودداری اور سربلندی کے اعلیٰ ترین مقام پر فائز و کامران دیکھنے کے لیے ایک عوامی اسلامی جماعت کی بنیاد ڈالی۔ وہ چراغ جو حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے جلایا تھا۔ اس کی لَو کو تیز اور روشن کرنے میں شیخ حسام الدین کا بڑا ہاتھ ہے۔ انھوں نے احرار کے علم کو زندگی کی آخری سانس تک بلند رکھا۔

شیخ حسام الدین نے جو راہ اپنائی وہ بڑی کٹھن تھی۔ اس میں مقامات آہ و فغاں بھی تھے اور سرفروشانہ جدوجہد کا انوکھا ذائقہ بھی، شیخ صاحب سیاست کے روزِ اوّل ہی سے غلامانہ ذہنیت کے خلاف ایک احتجاج تھے۔ انھوں نے جب

عملی سیاست میں قدم رکھا تو لوگ ان کی تحریر وتقریر کے گن اور محاسن کو دل سے تسلیم کرنے لگے۔

رولٹ ایکٹ کے خلاف تحریک کی کامیابی کے لیے جو والنٹیر کور بنائی گئی، شیخ صاحب امرتسر کی کور کے انچارج تھے۔ چوک رام گڑھ میں رولٹ ایکٹ کے خلاف احتجاجی جلسہ ہوا۔ جس میں امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری، مولانا بہاء الحق قاسمیؒ، ڈاکٹر سیف الدین کچلو اور ڈاکٹر ستیہ پال اور شیخ حسام الدین نے شرکت کی۔ شیخ صاحب کی غالباً کسی سیاسی جلسہ میں یہ پہلی تقریر تھی جس پر انھیں خوب داد ملی۔ ڈاکٹر سیف الدین کچلو اور ڈاکٹر ستیہ پال گرفتار ہوگئے۔ تحریک کو کامیاب بنانے کے لیے حکمتِ عملی تبدیل کی گئی۔ شیخ حسام الدین نے طلباء اور دوسرے نوجوانوں کو منظّم کیا اور لوگوں پر واضح کیا کہ غیر منظّم انداز سے تحریک کو چلایا گیا تو اس کے منفی اثرات سامنے آئیں گے۔ لہٰذا سیاسی جماعتوں کو اکٹھا کرنے کی کوشش کی گئی اور ۱۰؍اپریل ۱۹۱۹ء کو گول باغ امرتسر میں احتجاجی جلسہ منعقد کیا گیا۔ اس جلسے نے بعد میں جلوس کی شکل اختیار کرلی۔ جس نے ڈپٹی کمشنر کے بنگلے کے باہر احتجاج کیا، پھر ''پل پوڑیاں'' کی طرف رخ کیا۔ ابھی وہ راستے ہی میں تھے کہ انگریز فوجی گھوڑ سواروں نے جلوس کو منتشر کرنے کے لیے ان پر لاٹھی چارج کیا۔ لیکن جلوس اس لاٹھی چارج کی پروانہ کرتے ہوئے آگے بڑھتا چلا گیا۔ اس پر انگریز فوجیوں نے گولی چلادی۔ جس سے ایک شخص ''بسّا ارائیں'' شہید اور کئی زخمی ہوگئے۔ جوابی حملے کے طور پر ایک نوجوان ''شرف الدین عرف شفو'' نے کمال جرأت کا مظاہرہ کرتے ہوئے دو انگریزوں کی گردنیں دبوچ لیں۔ یہ دیکھ کر انگریزوں نے شرف الدین پر گولی چلادی۔ وہ دو انگریزوں کی جان لے کر شہید ہوگیا۔

واقعات کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ جاننا مشکل نہیں کہ نوجوان قیادت نے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرتے ہوئے تاریخ میں اپنا نام لکھوایا۔ یہ جذبہ اسی ولولہ انگیز قیادت کا ثمر تھا کہ انگریز کے ایوانوں میں کھلبلی مچ گئی۔ ان واقعات کے ردّ عمل کے طور پر برطانوی استعمار کے نمائندے بوکھلا گئے اور انسانیت سوز مظالم پر اتر آئے اور جلیانوالہ باغ کا تاریخی حادثہ رونما ہوا۔ بس جب انگریز کی باغی تنظیموں پر پابندی لگی اور لیڈروں کو گرفتار کیا جانے لگا تو شیخ حسام الدین بھی دھر لیے گئے۔

شیخ صاحب کو گرفتار کرکے ضلع کچہری سپرنٹنڈنٹ پولیس کے دفتر پہنچا دیا گیا۔ جہاں لوگوں کی ایک بڑی تعداد نے اس گرفتاری کے عمل اور برطانوی استعمار سے بیزاری کا اظہار نعروں کی صورت میں کیا۔ شیخ حسام الدین کے والد بھی بیٹے سے ملنے آئے اور نصیحت کی:

> اب کہ تم قوم وملک کے نام پر گرفتار کیے جا چکے ہو۔ تمہارا معاملہ ذاتی نہیں رہا۔ نیز تمہارے ہر عمل کا اثر قوم پر پڑے گا، اس لیے حوصلہ نہ ہارنا اور شیخ سعدیؒ کے اس قول کو کبھی نہ بھولنا کہ
>
> برسرِ اولادِ آدم ہر چہ آید بگذرد

شیخ حسام الدین کو ۶؍جنوری کو رائے لالہ امرناتھ کی عدالت سے کریمنل لاء ایمنڈمنٹ کے تحت ڈیڑھ سال قید بامشقت اور دوسو روپے جرمانہ یا چھے ماہ قید مزید کا حکم سنایا گیا۔

سیاسی قیدی عموماً میانوالی جیل بھیجے جاتے تھے۔ اس لیے شیخ صاحب کی بھی خواہش تھی کہ وہ اسی جیل میں اپنی

قید کاٹیں مگر میانوالی جیل میں قیدیوں کی تعداد پوری ہو چکی تھی۔ اس لیے انھیں ڈسٹرکٹ جیل انبالہ بھیج دیا گیا۔ انبالہ جیل میں ہی شیخ حسام الدین صاحب کی ملاقات چودھری افضل حق سے ہوئی۔ یہاں پر چودھری افضل حق کے علاوہ جھجر کے خیر محمد خان، مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ، مولانا خواجہ محبوب پانی پتی بھی قید تھے۔

شیخ حسام الدین نے اپنی اسیری کا زمانہ انبالہ کے علاوہ لاہور اور دھرمسالہ میں گزارا۔ ان جیلوں میں سیاسی قیدیوں کے ساتھ جانوروں سے بھی بدتر سلوک کیا جاتا تھا۔ ان جیلوں کے حوالے سے شیخ صاحب نے جو حقائق لوگوں کو بتائے وہ کسی ''زنداں نامہ'' سے کم نہیں۔ وہ خود رقم طراز ہیں:

> ''مجھے اپنی قید کے چار پانچ ماہ میں اس فرسودہ نظام کی جملہ سختیوں اور سزاؤں کا کافی حد تک تجربہ ہوا۔ قید تنہائی، ڈنڈا بیڑی، کھڑی ہتھکڑی، بان بٹنا اور چکی پیسنا وغیرہ سے لے کر ٹاٹ و دری اور تعزیری خوراک بھی (PENAL DIET) تک جتنی بہیمانہ سزائیں جیل مینویل میں مرقوم تھیں۔ سب کی سب سیاسی قیدیوں پر آزمائی گئیں۔ محض اس جرم پر کہ جیل کی وہ خوراک جسے جانور تک منھ لگانے کو تیار نہ تھے ہم لوگ اسے کیوں نہیں کھاتے؟''

شیخ حسام الدینؒ ایک حساس اور دردمند ذہن رکھنے والے انسان تھے۔ انھوں نے اپنی اسیری کی تکلیفیں اس لیے بیان نہیں کیں کہ وہ اس حوالے سے لوگوں سے ہمدردی حاصل کرنا چاہتے تھے بلکہ ان جیلوں کی حالت عوام کے سامنے لاکر ثابت کرنا چاہتے تھے کہ انگریز ایک طرف تو خود کو مہذب معاشرہ کا اعلیٰ نمونہ گردانتا تھا۔ دوسری طرف وہ انسانوں پر ظلم کرتے ہوئے غیر انسانی سطح سے بھی گر جاتا تھا۔

شیخ حسام الدین دھرمسالہ جیل سے جب رہا ہوئے تو ملک کی فضا ہندو مسلم فسادات کی وجہ سے مکدر ہو چکی تھی۔ دوسرے انگریزوں کے اشارے پر قادیانیوں کے نمائندہ سر ظفر اللہ خان نے فلسطین کی تقسیم کی تائید کر دی۔ جوابی طور پر دہلی میں فلسطین کانفرنس منعقد کی گئی۔ جن میں فلسطین کی تقسیم کے مجوزہ منصوبے کو رد کر دیا گیا اور ایسے عناصر کے خلاف شدید احتجاج کیا گیا جو فلسطین کے مسلمانوں کے بنیادی حق کو تسلیم کرنے کے مخالف تھے۔

شیخ حسام الدین نے لدھیانہ میں اس موضوع پر زوردار تقریر کی۔ انگریز اور قادیانیوں کی درگت بنائی۔ جس پر ان کے خلاف مقدمہ بنا اور ایک سال کی سزا ہوئی۔ شیخ صاحب نے یہ سزا لدھیانہ جیل میں ہی کاٹی۔

۱۹۲۵ء میں شیخ صاحب دفعہ ۱۰۷ کے تحت گرفتار کر لیے گئے۔ وجہ یہ تھی کہ ان دنوں وائسرائے ہند نے امرتسر کے دورے کا پروگرام بنایا۔ امرتسر کی انجمن اسلامیہ نے وائسرائے بہادر کے پرجوش استقبال کا فیصلہ کیا۔ جس پر شیخ حسام الدین نے رائے عامہ کو بیدار کرنا شروع کیا کہ ان حالات میں جب کہ حکومت عوام دشمن کارروائیوں میں مصروف ہے۔ ایک سرکاری نمائندے کا والہانہ استقبال کیا معنی رکھتا ہے چنانچہ شہر میں شدید اضطراب پھیل گیا تو سرکاری پٹھو خان صاحب میاں بڈھے شاہ آنریری مجسٹریٹ نے ان کے خلاف رپورٹ کر دی۔ جس پر شیخ صاحب گرفتار ہو گئے۔ شیخ صاحب کی

گرفتاری کی وجہ سے شہر کے حالات مزید گھمبیر ہوگئے۔ وائسرائے کو اپنی جان کے لالے پڑ گئے۔ لہٰذا وائسرائے کی جان کے تحفظ اور شہر کی امن وامان کی صورت حال کو قابو میں رکھنے کے لیے تقریب منسوخ کر دی گئی۔

برصغیر کی تاریخ میں ۱۹۲۶ء سے ۱۹۳۰ء تک کا دور بڑا اہم ہے۔ ان پانچ سالوں میں حالات نے کئی کروٹیں بدلیں، کئی تحریکوں نے جنم لیا، کئی نئے سیاسی محاذ اور پلیٹ فارم سامنے آئے۔ راج پال ایجی ٹیشن، سائمن کمیشن کا بائیکاٹ، سر محمد شفیع کا علیحدہ مسلم لیگ قائم کرنا، نہرو رپورٹ، لکھنؤ آل پارٹیز کانفرنس اور ۱۹۲۹ء میں مجلس احرار اسلام کی تشکیل اور ۱۹۳۰ء میں ان حریت پسندوں کی لاہور میں عظیم کانفرنس۔

تاریخ میں دلچسپی رکھنے والے جانتے ہیں کہ جب مجلس احرار اسلام وجود میں آئی تو وہ حالات اس جماعت کے لیے موافق نہ تھے۔ رجعت پسند عناصر نے جماعت کو ختم کرنے، اسے پھلنے پھولنے سے روکنے کے لیے مختلف منصوبے بنائے لیکن تاریخ کے فیصلے بالکل مختلف اور سبق آموز ہوتے ہیں۔ مجلس احرار اسلام کی تشکیل، مسلمانوں خصوصاً برصغیر کے مسلمانوں کے لیے ایک نئے باب کا آغاز ثابت ہوئی۔ اگر یہ کہا جائے تو غلط نہیں ہوگا کہ شیخ حسام الدین طبعاً مجلس احرار اسلام کے قیام سے پہلے بھی احرار کے رکن تھے۔ یہ پختہ نظریاتی وابستگی تھی جس کی بدولت انھیں ہر مقام پر عزت واحترام کی نگاہ سے دیکھا جانے لگا۔

مجلس احرار کے بانی کارکنوں نے اس وقت کے حالات وواقعات کے مطابق بروقت اور اہم فیصلے کیے۔ اس طرح یہ مسلمانوں کی ایک علیحدہ فعال تنظیم بن گئی۔ امیر شریعت اور ان کے ساتھیوں نے آزادیٔ وطن کی ہر تحریک کے حوالے سے اپنے ردّعمل کا اظہار کیا اور فرنگی سامراج کے خلاف ہر اٹھنے والی تحریک میں بھرپور کردار ادا کیا۔

۱۹۲۹ء میں جماعت قائم ہوئی تو اس کے ساتھ ۱۹۳۰ء تحریک نمکین ستیہ گرہ شروع ہوئی۔ جس میں دوسری جماعتوں کے علاوہ مجلس احرار کے تقریباً سبھی لیڈر گرفتار کر لیے گئے۔ گرفتار ہونے والوں میں امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ، مولانا داؤد غزنویؒ، غازی عبدالرحمٰن ایڈووکیٹ، مولانا ظفر علی خانؒ، ماسٹر تاج الدین انصاریؒ اور شیخ حسام الدین شامل تھے۔ مولانا ظفر علی خان کو اڑھائی سال، امیر شریعت اور مولانا حبیب الرحمٰن کو دو دو سال، شیخ حسام الدین اور غازی عبدالرحمٰن کو ڈیڑھ ڈیڑھ سال جب کہ مولانا داؤد غزنوی اور ماسٹر تاج الدین انصاری کو ایک ایک سال قید بامشقت کی سزا دی گئی۔ شیخ حسام الدین کو گجرات سپیشل جیل بھیج دیا گیا۔ قید وبند کے زمانے میں انھوں نے ایک انگریزی کتاب "The Other Side Of The Medal" کا ترجمہ بہ عنوان ''جنگِ آزادی ۱۸۵۷ء کا دوسرا رخ'' کیا۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ جیل میں بھی فارغ نہ رہتے تھے۔ انھوں نے تقریر پر پابندی کی صورت میں تحریر کا در وا کر لیا۔

اس سلسلے میں کانگریس، قادیانیوں اور انگریزوں کے بے پناہ دباؤ کے باوجود اور پریس کے جھوٹے پراپیگنڈے کو یکسر نظر انداز کرتے ہوئے ۱۹۳۱ء میں کشمیری عوام پر ڈوگرہ راج کے مظالم کے خلاف احتجاج

کیا گیا۔ ریاست کشمیر میں مسلمان اکثریت کا حق خودارادیت کا نعرہ ''کشمیر تحریک'' کی صورت اختیار کر گیا۔ کشمیری عوام پر ڈوگرہ حکومت کے مظالم بند کرانے کے سلسلے میں احرار وفد سری نگر پہنچا اور مذاکرات ہوئے لیکن ڈوگرہ حکومت دوہری پالیسی پر کاربند رہی۔ ابھی احرار وفد سری نگر میں ہی تھا کہ ریاستی حکومت نے ''سیاسی محکمے'' کے اشارے پر کشمیر کمیٹی کے وفد کو بھی وہاں آنے کی اجازت دے دی۔ یہ وفد مرزا بشیر الدین محمود قادیانی کی قیادت میں انگریز کے اشارے پر وہاں آیا تھا تاکہ کشمیری لیڈروں میں پھوٹ ڈال کر انھیں آزادی کے مطالبے سے باز رکھا جائے۔ چنانچہ ڈوگرہ حکومت اور مجلس احرار کے درمیان مذاکرات کامیاب نہ ہو پائے۔ احرار کا وفد سری نگر سے واپس سیالکوٹ پہنچ گیا اور پورے پنجاب میں سول نافرمانی کی تیاری کا اعلان کر دیا۔ اس تحریک میں شیخ حسام الدین نے سیالکوٹ میں رہتے ہوئے رضا کاروں کی قیادت کی۔ انھوں نے مدبرانہ انداز میں لوگوں میں حوصلہ اور جذبہ پیدا کیا اور پانچ روز کے اندر تقریباً دس ہزار رضا کاروں کو جیلیں بھرنے پر آمادہ کیا۔ جس سے انتظامیہ کو خاصا مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ اس تحریک میں وہ خود بھی گرفتار ہوئے اور انھیں ایک سال کے لیے جیل بھیج دیا گیا۔

شیخ حسام الدین دنیا میں ہونے والے واقعات سے کسی طور بھی بے خبر نہ رہے بلکہ ان کی سیاسی زندگی اس سے عبارت ہے کہ احرار کے سرگرم کارکن اور ایک ذمے دار لیڈر ہونے کے ناتے' انھوں نے ہر تحریک میں حصہ لیا اور اس کی پاداش میں انھیں قید و بند کی صعوبتیں سہنا پڑیں۔ اس سلسلے میں ۱۹۳۵ء میں کل ہند مجلس احرار کی طرف سے یومِ فلسطین منانے پر شیخ صاحب کو ایک سال قید ہوئی۔ دوسری جنگ عظیم ۱۹۳۹ء میں برطانوی حکومت کی طرف سے ہندوستانیوں کو ان کی مرضی کے خلاف جنگ میں جھونک دیا گیا۔ اس پر مجلس احرار نے اس اعلان کی مخالفت کی۔ شیخ حسام الدین جو اس وقت مجلس احرار کے دوسرے صدر منتخب کیے گئے تھے' برصغیر کے مختلف حصوں کا دورہ کیا۔ سات اضلاع میں ان کے وارنٹ گرفتاری جاری ہوگئے۔ وہ لائل پور (فیصل آباد) کے دورے سے واپس آرہے تھے کہ گرفتار کر لیے گئے۔

پاکستان بن گیا تو بھی ملک میں ہر فتنے کی سرکوبی کے لیے مجلس احرار شانہ بہ شانہ آگے بڑھتی رہی۔ چاہے وہ ۱۹۴۸ء میں پاکستان کے دفاع کی تحریک ہو یا ۱۹۶۵ء کی۔ شیخ صاحب نے ہر دو جنگوں میں ملک بھر میں دفاع کانفرنسیں کیں اور ملکی سلامتی اور دفاع کے لیے کارکنوں میں جذبہ حب الوطنی بیدار کیا۔ ان کی ان صلاحیتوں کو دیکھ کر اور قوم کے دلوں میں جذبۂ حب الوطنی کو مزید جاگزین کرنے کے لیے انھیں ریڈیو پاکستان پر قوم سے خطاب کرنے کی دعوت دی گئی۔ ملک و قوم سے محبت کرنے والے اسلام کے شیدائی، آزادیٔ وطن کے سپاہی، قلم کے سپہ سالار، قول کے کھرے، اپنے مال، جائیداد اور جان بھی قوم پر وار گئے۔ شیخ صاحب نے جب سیاست میں قدم رکھا تو کروڑوں کی جائیداد کے مالک تھے۔ ۲۱/ جون ۱۹۶۷ء کو جنازہ اٹھا تو ہزاروں سر پر تھے۔ انھوں نے ملیں، کوٹھیاں، ہوٹل، کلب، محل اور جائیدادیں نہیں بنائیں بلکہ جو تھا اسے بھی قوم پر لٹا کر عیش و عشرت کی زندگی چھوڑ کر کانٹوں کی راہ چن لی اور قوم کے دکھ درد کو اپنا دکھ درد سمجھ کر سب کچھ قوم کو ہی لٹا دیا۔

عرفان محمود برق
نومسلم، سابق قادیانی

# میرا قبولِ اسلام

میری حیاتِ مستعار میں ایک وقت ایسا بھی گزرا ہے کہ جب میں نے مرزا قادیانی کی تعریف میں ایک مضمون قلم بند کیا تھا۔ مرزا قادیانی سے میری عقیدت کیشی کسی علمی سطح یا حقیقت شناسی کی بنا پر نہ تھی بلکہ محض وراثت کی ایک اندھی تقلید تھی۔ جس نے میری نگاہوں سے تصویر کے دوسرے رُخ کو مکمل طور پر چھپا رکھا تھا۔

اِس دور میں مسلمانوں کے عوامی حلقوں سے اکثر یہ باتیں میرے کانوں سے ہوتی ہوئیں آئینۂ ذہن سے جاٹکراتیں کہ مرزا قادیانی ایک بدسیرت، جھوٹا مدعی نبوت تھا۔ جس کی ساری زندگی بدکاریوں اور سیاہ کاریوں کی دلدلوں میں پھنسی ہوئی تھی لیکن ان کی گوش گزاریوں کو میں فراموشیوں کے سپرد کرنا ہی لازم سمجھتا تھا۔ کیوں کہ اِس طرح کے معترضین کے اعتراضات زیادہ بے بنیاد اور بلا دلیل ہوتے تھے اور اگر کوئی دلیل دی بھی جاتی تو اُن قادیانی کتب سے جن کے نام ہی میں پہلی دفعہ سنتا تھا۔ اس لیے یہ باتیں میری عدم توجہ کا باعث بنتیں۔ تاہم اس سے ایک بڑا فائدہ یہ ہوا کہ میں نے ایک روز انتہائی سوچ و بچار کے نگاہِ منصفانہ سے تحقیق کا دامن پکڑنے کا فیصلہ کیا اور اُن کتابوں کی تلاش شروع کردی۔ جن سے معترضین مرزا قادیانی کی سیرتِ بد اور اُس کی تحریروں پر اعتراضات وارد کرتے تھے۔ اُن کتابوں میں مرزا قادیانی کی اپنی اور اُس کے مریدوں کی کتابیں شامل تھیں۔

آخر ایک مدت کی جاں فشانیوں اور عرق ریزیوں کے بعد چند کتابیں حاصل کرنے میں کامیاب ہوگیا۔ پھر خالی الذہن ہوکر مع سیاق وسباق اُن کتب کا مطالعہ کیا گیا تو میری حیرت کی انتہا نہ رہی کہ فی الحقیقت اُن کتب کی تحریروں سے یہی عیاں ہوتا تھا کہ مرزا قادیانی انگریز کا لے پالک اور جھوٹا مدعی نبوت تھا۔ جس کی شخصیت چالبازیوں، دھوکہ دہیوں، سیاہ کاریوں اور بہت سی منفی عادات کی گرد سے اَٹی ہوئی تھی۔ میں جیسے جیسے مبداء فیاض کی ذرہ نوازیوں کی بدولت اِن حقائق سے آگاہ ہوتا گیا' ویسے ویسے مرزا قادیانی سے میری چاہت ورغبت کے تمام بخیے اُدھڑتے چلے گئے اور آخر ایک دن کچے دھاگے کی طرح ہمیشہ کے لیے ٹوٹ گئے۔

میرے گلشنِ اسلام میں داخل ہونے کی ایک بڑی وجہ میرے وہ خواب بھی تھے۔ جو میری دینی دلچسپی کے لیے چراغِ راہ ثابت ہوئے۔ خاص طور پر ایک خواب تو مجھے اس دور میں آیا جب میں تقریباً تیرہ چودہ برس کا تھا۔ میں کیا دیکھتا ہوں کہ حبیب کبریا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے محلے میں تشریف لائے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ چند صحابہ کرامؓ بھی تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دستِ مبارک میں پھلوں کا ایک طشت اٹھائے ہوئے بعض گھروں میں پھل بانٹ رہے ہیں۔ لیکن جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری گلی میں جلوہ افروز ہوتے ہیں۔ تو پھل بانٹتے بانٹتے ایک قادیانیوں کے گھر سے پچھلے گھر کے پاس ہی رک جاتے ہیں اور آگے نہیں بڑھتے۔ میں اپنے گھر کے دروازے میں کھڑا یہ منظر دیکھ کر یک لخت پریشان ہوجاتا ہوں کہ حضور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم آگے کیوں نہیں تشریف لا رہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نظر رحمت سے میری طرف دیکھ کر تبسم فرما کر واپس مڑ جاتے ہیں۔ تب ساری بات میری سمجھ میں آجاتی ہے اور میری ساری پریشانی فوراً چھٹ جاتی ہے اور میں خوش ہوجاتا ہوں۔ اتنے میں میری آنکھ کھل جاتی ہے۔

دوسرا خواب میں نے اس وقت دیکھا' جب میں قادیانیت کے متعلق کافی تحقیق کرچکا تھا اور اس کو بہت حد تک

جھوٹا قرار دے چکا تھا۔اس خواب میں' میں نے دیکھا کہ ایک بہت بڑا چٹیل میدان ہے۔سورج کی گرم کرنوں سے زمین کا سینہ بہت تپ چکا ہے۔مجھ سے کچھ فاصلے پر آگ کا ایک بہت بڑا الاؤ روشن ہے جو مزید گرمی کا باعث بن رہا ہے۔اتنے میں ایک خوفناک قسم کا فرشتہ قادیانیوں کے جھوٹے نبی مرزا قادیانی کو اپنے بائیں ہاتھ میں پکڑے میری طرف آتا ہے۔اور اپنے دائیں ہاتھ سے میری بھی کلائی پکڑ کر اُس آگ کی جانب دوڑنا شروع کر دیتا ہے۔میں اُس سے اپنی کلائی چھڑانے کی بہت کوشش کرتا ہوں لیکن وہ نہیں چھوڑتا اور آگ کی طرف بھاگتا چلا جاتا ہے۔جیسے جیسے ہمارے اور اُس آگ کے درمیان فاصلہ سمٹتا جاتا ہے' ویسے ویسے گرمی کی شدت بھی بڑھتی جاتی ہے۔آخر وہ فرشتہ یک لخت مجھے چھوڑ دیتا ہے اور میں قلابازیاں کھاتا ہوا زمین پر گر جاتا ہوں۔گرنے کے فوراً بعد میں جیسے ہی سر اٹھا کر اُس فرشتے کی جانب دیکھتا ہوں تو وہ الاؤ کے بہت قریب پہنچ کر مرزا قادیانی کو اُس میں پھینک دیتا ہے۔آگ بھوکے شیر کی طرح مرزا قادیانی پر جھپٹتی ہے اور اُسے اپنے اندر گہرائی میں لے جاتی ہے۔اُس کے ساتھ ہی میرے منھ سے ایک زوردار چیخ نکلتی ہے اور میں گھبرا کر اٹھ جاتا ہوں۔میرا سارا جسم پسینے سے شرابور ہو جاتا ہے۔بیدار ہونے کے فوراً بعد میں نے بغیر کوئی لمحہ ضائع کیے قادیانیت پر مکمل لعنت بھیجی اور اسلام قبول کر لیا۔الحمدللہ۔

میرے قبولِ اسلام کے بعد مخالفت کی جو تیز و تند آندھیاں چلیں اور ایمان کو خس وخاشاک کی طرح بہا لے جانے والے سیلاب آئے۔ان میں حائل اگر خدائے لم یزل کی عطا کردہ ثابت قدمی اور حضور رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہِ فیضان نہ ہوتی تو یقیناً ایسی پیش آمدہ چیرہ دستیوں سے میرا ایمان چراغِ سحری کی طرح ٹمٹمانے کے بعد کبھی کا گُل ہو چکا ہوتا۔

میرے اسلام قبول کرنے کی خبر قادیانیوں میں جنگل میں آگ کی طرح پھیل گئی۔انھیں میرا قبولِ اسلام نہایت گراں گزرا۔اس مسئلے کے فوری حل کے لیے انھوں نے اپنے لاہور کے سب سے بڑے سینٹر اور عبادت خانے دارالذکر میں اپنے جماعتی عہدے داران، مربیوں (قادیانی پنڈتوں) اور ہمارے گھر کے بعض ذمہ دار افراد کا اجلاس طلب کیا۔اس اجلاس میں مختلف قادیانی پنڈتوں کی ڈیوٹی لگا دی گئی کہ انھوں نے ہر روز میرے گھر جا کر مجھے اس بات کا درس دینا ہے کہ اس دنیا میں قادیانیت ہی ایک سچا مذہب ہے اور مسلمانوں والا اسلام لعنتی ہے (نعوذ باللہ) اس اجلاس میں جماعتی عہدے داران نے میرے باپ اور بھائیوں کی بھی خوب ملامت کی کہ ان سے ایک بچہ نہیں سنبھالا گیا۔اگر اس کے بگڑتے ہوئے عقائد کو اپنے رعب کے پہیے تلے کچل دیا ہوتا تو اس کی جرأت تھی کہ وہ غیر احمدیت (اسلام) قبول کرتا۔لہٰذا میرے باپ اور بھائیوں کی سزا یہ تجویز کی گئی کہ انھیں اب ہر صورت میں مجھے قادیانیت کے اندھے کنویں میں دوبارہ دھکیلنا ہے۔چاہے اس سلسلے میں انھیں سخت سے سخت اقدامات کرنا پڑیں یا بڑے سے بڑا لالچ بھی دینا پڑے تو کوئی پروا نہیں۔اجلاس کے فوراً بعد قادیانی پنڈتوں اور ہمارے گھر والوں نے اپنے مشن کا آغاز کر دیا۔اب ہر روز ہمارے گھر میں کوئی نہ کوئی قادیانی پنڈت آتا اور مجھے سمجھانے کی سرتوڑ کوشش کرتا کہ قادیانیت ایک زندہ مذہب ہے' جس کا نام اسلام ہے اور مسلمانوں والا مذہب ایک مردہ اسلام ہے۔اب جس نے نجات کا لباس پہننا ہے' وہ پہلے مرزا قادیانی کو اللہ کا نبی اور رسول مانے۔تب اُسے جنت ملے گی وگرنہ وہ کافر اور جہنمی ہی رہے گا۔مجھ سے جہاں تک ممکن ہوتا میں قادیانی پنڈت کو اُس کی ان خرافات کا جواب دیتا اور وہ کوئی بات نہ بنتی دیکھ کر واپس چلا جاتا۔

ایک طرف قادیانی پنڈت میرے ایمان کے ننھے پھولوں کو مسلنے کی کوششوں میں مصروف تھے تو دوسری طرف

ہمارے گھر والوں کے بدلتے رویے بپھری ہوئی آندھیاں بن کر میرے دل میں روشن ختم نبوت کے چراغ کو گل کرنے کی کوششوں میں مصروف تھے۔اس سلسلے میں کبھی تشدد کیا جاتا، کبھی بائیکاٹ کا خوف دلایا جاتا تو کبھی جائیداد سے عاق کرنے کی دھمکیاں دی جاتیں۔لیکن اللہ رب العزت کی عطا کردہ ثابت قدمی کے پہاڑ کے آگے ان ارتدادی آندھیوں کا کوئی زور نہ چلتا اور میرا ایمان مزید قوی ہوتا جاتا۔

وہ فکر جس کے باعث میرے ماتھے پر تشویش کی سلوٹیں پڑتیں اور میں راتوں کو بے چینی سے کروٹیں بدلتا۔وہ یہ تھی کہ کسی طرح ہمارے گھر والے خصوصاً میری زندگی کی سب سے عظیم ہستی میری پیاری ماں اسلام کے مہکتے گلستان میں داخل ہو جائے اور جہنم کے بھڑکتے شعلوں سے بچ جائے۔لہٰذا میں نے ہمت کر کے سب سے پہلے اپنی پیاری ماں کو اسلام کی دعوت دینا شروع کی۔ایک تو وہ پہلے ہی مجھ سے ناراض تھیں اور دوسرا اس دعوت کی وجہ سے مزید ناراض ہو گئیں۔لیکن میں نے ہمت جاری رکھی اور انھیں قادیانیوں کی کتابوں میں چھپے اُن کفریہ عقائد سے آگاہ کرتا گیا جن میں مرزا قادیانی کو محمد رسول اللہ، اُس کی بے ہودہ گوئیوں کو وحی اللہ، اس کی فضول باتوں کو حدیثِ نبوی، اس کی غلیظ حرکتوں کو سنتِ رسول، اُس کی فاحشہ بیویوں کو امہات المومنین، اس کے گمراہ خاندان کو اہل بیت، اس کے بدکار ساتھیوں کو صحابہ کرام، اس کے درندہ صفت خلفاء کو خلفائے راشدین، اس کے گندے شہر قادیان کو مدینہ منورہ اور مکہ معظّمہ سے بھی افضل لکھا گیا تھا۔(نعوذ باللہ)

اس تبلیغ کا اثر میری پیاری ماں پر یہ ہوا کہ خدا کی رحمت سے وہ رفتہ رفتہ سمجھتی گئیں کہ قادیانیت اسلام کے خلاف کتنا بڑا فتنہ اور فراڈ ہے۔آخر انھوں نے میرے ہاتھ پر پوشیدہ طور پر اسلام قبول کر لیا اور مرزا قادیانی پر لعنت بھیج دی۔الحمد للہ۔

قبولِ اسلام کے کچھ عرصہ بعد انھوں نے ایک خواب دیکھا کہ وہ اپنے ہاتھوں میں دو آم پکڑے ہوئے ہیں اور ایک خوفناک قسم کی کتیا اِن سے وہ آم چھیننے کی کوشش کر رہی ہے۔آپ دوڑ رہی ہیں اور وہ کتیا متواتر آپ کا پیچھا کر رہی ہے۔ دوڑتے دوڑتے آپ ایک چمنستان میں داخل ہو جاتی ہیں اور کتیا یہ دیکھ کر واپس مڑ جاتی ہے۔یہ خواب میری پیاری ماں نے مجھے سنایا تو میں نے اس کی تعبیر انھیں بتائی کہ آموں یعنی پھلوں سے مراد بیٹے اور کتیا سے مراد وہ قادیانی مبلغہ ہے جو ہمارے گھر میں ہمیں مرزائیت کی تبلیغ کرنے آتی ہے۔وہ آپ کے اور آپ کے دو بیٹوں کے پیچھے پڑی ہوئی ہے۔کیوں کہ اُسے اِسی طرف سے زیادہ خطرہ محسوس ہو رہا ہے۔لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کی زندگی میں میرے ایک بھائی کو بھی اسلام کی دولت عطا فرمائے گا۔اس خواب کے چند ماہ بعد اللہ پاک نے اپنی رحمت کے موتی میرے ایک بھائی کی جھولی میں بھی گرا دیئے اور میری ماں کا ایمان شاہین بن کر بلندیوں پر پہنچ گیا۔

وہ وقت میں کبھی نہیں بھول سکتا' جب میری اشکوں کی رم جھم ساری رات میری پیاری ماں کے سرہانے کو بھگوتی رہی اور اللہ تعالیٰ سے یہ فریاد کرتی رہی کہ وہ انھیں لمبی زندگی عطا فرمائے۔انھیں دل کا شدید اٹیک ہوا تھا اور ڈاکٹروں نے ناامیدی کا اظہار کیا تھا۔ساری رات میری پیاری ماں ہسپتال میں شدتِ درد سے تڑپتی رہیں اور میں اکیلا اُن کے سرہانے درود وسلام اور دعا کا ورد کرتا رہا۔لیکن افسوس اُن کی زندگی نے اُن سے وفا نہ کی اور وہ مجھے اپنی ممتا سے محروم کر کے یونہی روتا ہوا چھوڑ گئیں۔اور ۱۸ر جولائی ۲۰۰۳ء بروز جمعتہ المبارک کی صبح اپنے خالق حقیقی سے جا ملیں۔انا للہ وانا علیہ راجعون۔وفات سے ایک گھنٹہ قبل انھوں نے میرے پوچھنے پر دوبارہ اس بات کا اقرار کیا تھا کہ وہ قادیانی نہیں ہیں اور ساتھ یہ تاکید بھی کی تھی کہ

اگر مجھے کچھ ہوجائے تو مسلمان میرا جنازہ پڑھیں اور مجھے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے۔ جب میں نے اپنے گھر والوں کے سامنے اس وصیت کا ذکر کیا تو انھوں نے یقین نہ کیا اور اپنے قبرستان میں قبر کی کھدائی کا آرڈر دے دیا۔ قادیانی پنڈت اور قادیانی رشتہ دار ہمارے گھر میں اکٹھے ہونا شروع ہوگئے۔ لیکن میں نے موقع کی نزاکت کو بھانپتے ہوئے اپنے دوستوں اور اہل محلّہ میں یہ اعلان کر دیا کہ میری ماں مسلمان تھیں اور ان کی یہ وصیت تھی کہ مسلمان میرا جنازہ پڑھائے اور مجھے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے۔ اس اعلان کے سننے کی دیر تھی کہ ہماری ساری گلی مسلمان مجاہدین سے بھر گئی۔ میرے دوستوں نے مزید رابطے کر کے پورے شہر کے نام ور علماء کرام کو بھی اکٹھا کر لیا۔ عظیم سکالر، پروانہ ختم نبوت جناب محمد طاہر عبدالرزاق بھی پہنچ گئے۔ خطیب ختم نبوت جناب مولانا غلام حسین کلیالوی نے جنازہ پڑھایا اور میری ماں کو لاہور کے مشہور قبرستان بدھو آوا میں دفن کر دیا گیا۔ درجنوں کی تعداد میں قادیانی پاس کھڑے یہ سارا تماشا دیکھتے رہے لیکن کسی کی جرأت نہ ہوئی کہ وہ جنازے کی چارپائی کو ہاتھ بھی لگا سکے یا کسی بھی قسم کی کوئی مداخلت کر سکے۔

وفات کے بعد اکثر میری پیاری ماں مجھے میرے خوابوں میں نہایت خوشنما جگہوں پر ملتی رہتی ہیں اور یہ حوصلہ دیتی رہتی ہیں کہ میرے لال! مرتے دم تک ہمت نہ ہارنا، مشکلات اور پریشانیوں سے کبھی مت گھبرانا، تحفظ ختم نبوت کا ڈنکا بجاتے رہنا، اپنے گھر والوں اور دوسرے قادیانیوں کو دعوت و تبلیغ کرتے رہنا۔ اس سے اللہ تعالیٰ اور حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم بہت خوش ہوتے ہیں۔

مسلمانو! آج قادیانی، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے وطن کو برباد کرنے میں تلے ہوئے ہیں۔ ہر قادیانی کو اُن کے موجودہ خلیفہ مرزا مسرور احمد قادیانی کی طرف سے یہ آرڈر ہے کہ اُس نے ایک سال میں کم سے کم پانچ یا دس مسلمانوں کو مرزائی بنانا ہے۔ اس بھیانک مشن کو ''دعوت الی اللہ کی تحریک'' کا نام دیا گیا ہے اور یہ شرط بھی رکھی گئی ہے کہ جو اس تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ نہیں لے گا، اُسے مخلص احمدی (قادیانی) نہیں کہا جائے گا۔ یہی وجہ ہے کہ ہر قادیانی بچے سے لے کر بوڑھے تک اور بچی سے لے کر بڑھیا تک تمام کے تمام مرزا مسرور احمد قادیانی کے اس حکم کی عمل پیرگی پر جُتے ہوئے ہیں۔ قادیانی افسر اپنے ماتحت مسلم حکام کو، قادیانی استاد اپنے شاگردوں کو، قادیانی دوست اپنے ساتھیوں کو، قادیانی ڈاکٹر اپنے مریضوں کو، قادیانی دکاندار اپنے گاہکوں کو، قادیانی مالک مکان اپنے کرایہ داروں کو اور قادیانی گھرانہ اپنے محلے داروں کو قادیانیت کی دعوت اور تبلیغ کرتا ہے اور ہر سال لاکھوں مسلمانوں کو مرتد بنا دیا جاتا ہے۔ مسلمانوں کے سینوں سے غیرتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اچکنے کے لیے ہر قادیانی کو مکمل ٹریننگ کے عمل سے گزارا جاتا ہے اور اُسے ایمانیات کے گوہروں پر ڈاکہ زنی کرنے کے فن و ہنر سے ہر طرح کی آگاہی بخشی جاتی ہے۔ مسلمانوں کو ارتداد کی موت مارنے کے لیے قادیانی جن ہتھیاروں کا استعمال کرتے ہیں، اُن میں زن، زمین اور زر بڑی اہمیت کے حامل ہیں۔ زیادہ تر اسی لالچ کے جال میں سادہ لوح مسلمانوں کو پھنسا کر ارتداد کی دودھاری تلوار سے ذبح کر دیا جاتا ہے:

لٹیروں نے جنگل میں شمع جلا دی
مسافر یہ سمجھا کہ منزل یہی ہے

اسلام کی اس متاع کو لوٹنے کے لیے صرف پاکستان میں ہر سال عربوں روپے کی رقم خرچ کی جاتی ہے۔ جب کہ دوسرے ممالک اور شہروں لندن، امریکہ، فرانس، ہندوستان، جرمنی، انڈونیشیا، تھائی لینڈ، ملائیشیا، لائبیریا، ایتھوپیا، کینیا، روس

اور اریٹیریا وغیرہ میں تو کوئی شمار ہی نہیں۔ قادیانی مختلف زبانوں میں اپنا کفریہ لٹریچر پوری دنیا میں مفت تقسیم کرتے ہیں، جس پر روزانہ لاکھوں روپے کی لاگت آتی ہے۔ اب تک تقریباً ۲۱۳ زبانوں میں مرزا قادیانی اور اُس کے خلفاء کی کتابوں کے تراجم کروائے جاچکے ہیں۔

قادیانی اللہ تعالیٰ کے مقدس کلام قرآن مجید پر بھی اپنے ہاتھ صاف کررہے ہیں۔ اب تک انھوں نے اس قرآن پاک کا ۱۲۴ زبانوں میں ترجمہ کروایا ہے۔ یہ تمام تراجم ان کے غلیظ شہر چناب نگر (سابقہ ربوہ) کی خلافت لائبریری میں رکھے ہوئے ہیں جو راقم الحروف نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھے ہیں۔ قرآن پاک میں تحریف وتبدل کے طوفان اس طریقے سے اٹھائے جارہے ہیں کہ ان کے تراجم میں مرزا قادیانی کو ختم نبوت کے تاج کا حق دار ثابت کیا گیا ہے۔ حضرت عیسیٰ کو مردہ لکھا گیا ہے، جہاد کے ختم ہونے کا اعلان کیا گیا ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مبارکہ میں اترنے والی آیات کا مصداق مرزا قادیانی کو کہا گیا ہے۔ لہٰذا اس ترجمے سے نہ تو اللہ تعالیٰ کی صداقت بچتی ہے اور نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت۔ حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے صحیح کہا تھا:

”اللہ تعالیٰ کی ربوبیت اُس وقت تک قائم رہتی ہے، جب تک وجہِ تخلیقِ کائنات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت قائم ہے۔“

لیکن ہمارا یہ حال ہے کہ ہم بے غیرتی کا مجسمہ بنے ہوئے ہیں۔ ہم نے کبھی نہیں سوچا کہ ختم نبوت کی ڈوبی ہوئی ناؤ اور اسلام کی لٹتی ہوئی متاع کو بچانے کے لیے ہم نے کیا کیا؟ وہ دین جسے تاج دار ختم نبوت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا خون جگر دے کر پروان چڑھایا تھا، جس کی خاطر پتھر کھائے، بھوک برداشت کی، مصائب وتکالیف کاٹیں، جس کے دفاع کے لیے ہزاروں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو شہادت کا جام پینا پڑا اور جس کے تحفظ کی خاطر لاکھوں افرادِ امت کو موت کے گھاٹ اترنا پڑا۔ آج اِس دین کو قادیانی درندے بُری طرح زخمی کررہے ہیں، اسے مسلم سینوں سے نوچ نوچ کر کھا رہے ہیں اور اس کے سنہری لباس کو تار تار کررہے ہیں۔ لیکن ہم محض بت بنے بیٹھے ہیں۔ ہم نے مساجد کے منبروں سے لے کر نجی محفلوں تک تمام جگہوں پر اسلام کے سب سے اہم مسئلے اور مرکز ختم نبوت کا ڈنکا بجانا چھوڑ دیا ہے، ہم عوام کو فتنۂ قادیانیت سے آگاہ کرنا بھول چکے ہیں، ہم نے وہ قلم توڑ دیا ہے جس کی طاقت سے مرزائیت کچل کر قیمہ بن جاتی ہے اور اس پر طرہ یہ کہ ہمارے اخبارات وجرائد تک اس معاملہ میں شہر خاموش کا روپ دھار چکے ہیں:

بجھی عشق کی آگ اندھیر ہے
مسلماں نہیں راکھ کا ڈھیر ہے

حضرت علامہ اقبال اپنی دور اندیشی سے یہی دیکھ کر رویا کرتے تھے۔ آپ فرماتے تھے:

”آج تو ہم لوگ زندہ ہیں جو لوگوں کے ایمانوں کی دولت کو قادیانی چوروں، ڈاکوؤں سے بچاتے ہیں اور انھیں اُن کے کفر سے آگاہ کرتے ہیں۔ لیکن کل جب ہم لوگ زندہ نہ ہوں گے اور مسلمانوں کو اس فتنے سے آگاہ کرنے والے باغیرت لوگ بھی نہ ہونے کے برابر ہوں گے تو اُس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کیا بیتے گی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر انور میں کسی قدر پریشان اور رنجیدہ ہوں گے۔“

اے مسلمانو! یاد رکھنا اگر ہم آج بھی بیدار نہ ہوئے، اگر ایسی سنگین صورت حال کے باوجود ہم نے دین محمدی صلی

اللہ علیہ وسلم کے اردگرد فصیلیں قائم نہ کیں، اگر اب بھی ہم لوگ قادیانی مرتدوں کے خلاف محاذ آراء نہ ہوئے اور یونہی خواب خرگوش کے مزے لوٹتے رہے تو قریب ہے کہ قہرِ خداوندی ہم پر ٹوٹ پڑے، ہماری نسلیں برباد کر دی جائیں، آسمانی بجلیاں ہمیں جلا کر خاکستر کر دیں اور ایسی ہوائیں چلیں جو ہم سب کو اس زور سے پٹخ پٹخ کر ماریں کہ ہمارے چیتھڑے اڑ جائیں:

دیکھنا یہ حبس کا عالم رہا تو ایک دن
اک بگولا آئے گا سب کچھ اڑا لے جائے گا

میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایسے برے وقت سے بچائے، حضور پرنور جان عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس اور تاجِ ختم نبوت کی حفاظت کرنے کی توفیق بخشے، شمع اسلام کا پروانہ بنائے اور غیرتِ صدیقی سے نوازتے ہوئے، ہمیں ایسا آتش فشاں بنا دے جو تمام قادیانیت پر پھٹ کر ریزہ ریزہ کر دے:

خرد کی گتھیاں سلجھا چکا میں
میرے مولا! مجھے صاحبِ جنوں کر دے

تاکہ کل مرتے وقت ہم بھی اہل دنیا کے سامنے سربلندی سے کہہ سکیں:

لحد میں عشق رخِ شاہ کا داغ لے کر چلے
اندھیری رات سنی تھی چراغ لے کر چلے

علماء حق کا ترجمان
المیزان
ناشران و تاجرانِ کتب
دینی، تاریخی، سیاسی، ادبی اور اصلاحی کتابوں کا معیاری ادارہ
دینی مدارس کے طلباء کے لیے وفاق المدارس کا تمام نصاب سب سے زیادہ رعایتی قیمت پر
الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور 042-7122981-7212762

ماہانہ مجلس ذکر و اصلاحی بیان
ابن امیر شریعت حضرت پیر جی
سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم
(امیر مجلس احرار اسلام پاکستان)
3 جون 2007ء اتوار بعد نماز مغرب
دفتر احرار 69/C وحدت روڈ نیو مسلم ٹاؤن لاہور
نوٹ: ہر انگریزی ماہ کی پہلی اتوار کو بعد نمازِ مغرب مجلس ذکر و اصلاحی بیان ہوتا ہے
تحریک تحفظ ختم نبوت (شعبہ تبلیغ) مجلس احرار اسلام لاہور فون: 042-5865465

یون رڈلے

ترجمہ: ریاض محمود انجم

# مجھے نقاب سے محبت ہے

یون رڈلے ایک معروف نومسلم خاتون صحافی ہیں۔ ان کا یہ مضمون گزشتہ دنوں ان ایام میں شائع ہوا جب مغرب میں پردہ اور نقاب پر ایک زبردست بحث چھیڑ دی گئی تھی۔ یہ تحریر ''واشنگٹن پوسٹ'' کے ۲۲/ اکتوبر ۲۰۰۶ء کے شمارے میں شائع ہوئی تھی۔ معاصر ''ترجمان القرآن'' نے اپنی اشاعت بابت اپریل ۲۰۰۷ء میں اس کا ترجمہ شائع کیا ہے۔ مغربی نومسلم خواتین کی ان تحریروں میں اصل سبق اور عبرت کی چیز ان کا ایمان، مغربی غلاظت سے ان کی توبہ، اور '' آزادی نسواں'' کی اس حقیقت کا اعلان ہے کہ یہ صرف عورت کو استعمالی سامان Commodity بنائے رکھنے کا دل فریب عنوان ہے نہ کہ یہ کہ اسلام کیا ہے، اور پردے کے احکام اور اسلام میں آزادی نسواں کے حدود کیا ہیں؟ یہ بھی ہم ان سے سیکھنے لگیں۔ اس کی صراحت کی ضرورت اس لیے محسوس ہورہی ہے کہ اس مضمون میں بعض ایسی باتیں آگئی تھیں جن کا براہ راست شرعی اور قرآنی احکام کی تشریح سے تعلق تھا، اور اس قابل احترام خاتون نے ان کے فہم میں ٹھوکر کھائی تھی۔ تعجب اس پر ہوا کہ معاصر ''ترجمان القرآن'' نے اس سب کو من وعن شائع کر دیا۔ نومسلموں کے احترام ومحبت اور خصوصاً مغرب پر ان کی تنقید کی دعوتی اہمیت کے اعتراف کے باوجود اس کا خیال رکھنا چاہیے کہ ان کا علم اور شرعی معاملات کے فہم میں کچا پن ہوسکتا ہے اور ہوتا ہے۔ ہم نے اس مضمون کے بعض حصوں کو حذف کیا اور کچھ پر استدراکی نوٹ لکھا ہے۔ (ادارہ)

افغانستان میں گرفتار ہونے سے قبل، میں نقاب اوڑھنے والی عورتوں کو نہایت ہی کمزور، مظلوم اور ستم رسیدہ مخلوق سمجھتی تھی۔ امریکا پر '' دہشت گردانہ حملے'' کے صرف ۱۵ روز بعد، ستمبر ۲۰۰۱ء میں افغانستان میں اس حلیے میں داخل ہوئی کہ سرتاپا نیلے رنگ کے برقعے میں ملبوس تھی اور افغانستان میں موجود '' حکومتی جبر وظلم کے دور'' میں گزرتی زندگی کے متعلق، اخبار کے لیے ایک مضمون لکھنا چاہتی تھی۔ لیکن ہوا یہ کہ میرا بھید کھل گیا اور مجھے گرفتار کر کے نظر بند کر دیا گیا۔

میں جن لوگوں میں قید تھی۔ ۱۰ دن تک ان پر برہم ہوتی رہی اور انھیں برا بھلا کہتی رہی۔ وہ مجھے ''بری عورت'' کہتے تھے۔ انھوں نے مجھے اس شرط اور وعدے پر رہا کر دیا کہ میں قرآن پڑھوں گی اور دین اسلام کا مطالعہ کروں گی (صحیح بات یہ ہے کہ مجھے یقین نہیں ہے کہ رہا کرتے وقت کون زیادہ خوش تھا؟ وہ یا میں)۔

لندن واپس اپنے گھر پہنچ کر دین اسلام کے مطالعے کے متعلق، میں نے ان سے کیا ہوا اپنا وعدہ نبھایا اور جو کچھ مجھے معلوم ہوا، اس نے مجھے حیرت زدہ کر دیا۔ میں قرآن میں ان موضوعات پر ابواب کی توقع کر رہی تھی کہ اپنی بیوی کی کس طرح پٹائی کی جاتی ہے اور کیسے اپنی بیٹیوں کو ظلم وستم کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ اس کے بجائے قرآن کی آیات کے مطالعے کے ذریعے مجھے معلوم ہوا کہ دین اسلام نے عورت کے حقوق اور احترام پر زور دیا ہے۔ اپنی گرفتاری کے اڑھائی برس بعد، میں

نے اسلام قبول کیا تو کچھ دوست اور عزیز حیران اور مایوس ہوئے اور کچھ نے حوصلہ افزائی کی۔

برطانیہ کے سابق سیکرٹری خارجہ جیک سٹرا کا یہ تبصرہ نہایت افسوسناک ہے کہ مسلمان عورتوں کی طرف سے پہنے جانے والا نقاب باہمی تعلقات کی راہ میں ایک رکاوٹ ہے۔ وزیراعظم ٹونی بلیئر، سلمان رشدی اور اطالوی وزیراعظم رومانو پروڈی نے بھی جیک سٹرا کی حمایت میں بیانات دے دیئے۔

اب جب کہ مجھے بغیر نقاب اور مع نقاب دونوں صورت احوال کا تجربہ ہے۔ میں آپ کو یہ بتا سکتی ہوں کہ جو مغربی مرد سیاست دان اور صحافی' اسلامی معاشرے میں نقاب والی عورت پر جبر کے متعلق افسوس کا اظہار کرتے ہیں' انھیں یہ معلوم ہی نہیں کہ وہ کس چیز کے متعلق بات کر رہے ہیں۔ وہ بچپن کی شادی، غیرت کے نام پر قتل اور زبردستی کی شادی کے متعلق جو منھ میں آئے کہے جاتے ہیں اور وہ دین اسلام کو نہایت غلط طور پر ان سب امور کا قصور وار ٹھہراتے ہیں۔ ان کی رعونت پر مستزاد ان کی بے خبری ہے۔

ان تہذیبی مسائل اور رسم ورواج کا دین اسلام کے ساتھ قطعی کوئی تعلق نہیں ہے۔ اگر قرآن مجید کا مطالعہ سمجھ بوجھ کر کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ مغربی دنیا میں آزادیٔ نسواں کے حامیوں نے ۱۹۷۰ء کے عشرے میں جس مقصد کے لیے جدوجہد کی' وہی چیز مسلمان عورتوں کو ۱۴۰۰ برس قبل عطا کر دی گئی تھی (۱)۔ اسلام میں دینی اور روحانی لحاظ سے عورتیں مردوں کے برابر ہیں۔ مردوں کی طرح علم کا حصول ان کے لیے بھی فرض کی حیثیت رکھتا ہے اور عورت کی اہمیت مرد سے کسی طور کم نہیں ہے۔ بچے کی پیدائش اور بچے کی پرورش میں مہارت' مسلمان عورت کی مثبت خوبی گردانی جاتی ہے۔

اب جب کہ اسلام نے عورت کو بے شمار حقوق عطا کیے ہوئے ہیں تو پھر مغربی مرد، مسلمان عورتوں کے لباس کے بارے میں کیوں متفکر ہیں؟ اسی پر اکتفا نہیں، بلکہ برطانوی حکومت کے وزراء گورڈن براؤن اور جان ریڈ نے نقاب کے متعلق حقارت آمیز تبصرہ کیا ہے۔ جب کہ ان کا اپنا تعلق سرحد پار اسکاٹ لینڈ سے ہے' جہاں مرد اسکرٹ پہنتے ہیں۔

جب میں مسلمان ہوگئی اور سر پر اسکارف پہننا شروع کیا تو مجھے بہت زیادہ ردّعمل کا سامنا کرنا پڑا۔ میں نے اپنا سر اور اپنے بال ہی ڈھانپے تھے لیکن اس کے باعث میں فوراً ہی دوسرے درجے کے شہری کی سی ہوگئی۔ مجھے معلوم تھا کہ مجھے کسی اسلام دشمن سے کچھ سننا پڑے گا۔ لیکن مجھے یہ توقع نہ تھی کہ غیر برطانوی کی طرف سے بھی کھلے عام مخالفت کا اظہار ہوگا۔ رات کے وقت for hire کے روشن الفاظ کے ساتھ ٹیکسیاں میرے آس پاس سے گزر رہی تھیں۔ میرے سامنے رکنے والی ایک ٹیکسی میں سے ایک سفید فام مسافر اترا، میں آگے بڑھی تو ڈرائیور نے گھور کر دیکھا اور گاڑی بھگا کر لے گیا۔ دوسرے ڈرائیور نے کہا کہ عقبی نشست پر بم رکھ کر نہ جانا اور مجھ سے یہ بھی پوچھا کہ اسامہ بن لادن کہاں چھپا ہوا ہے؟

یہ درست ہے کہ مسلمان عورت سے اس کے مذہب کا تقاضا ہے کہ اپنے لیے حیا دار مناسب لباس استعمال

(۱)　یہ بات صحیح نہیں ہے۔ آزادیٔ نسواں تحریک کے مقاصد اور طریق کار دونوں اسلام سے مختلف رہے ہیں۔

کرے۔ یہ میرا ذاتی طریقہ اظہار ہے۔ میرے لباس سے آپ کو یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ میں مسلمان ہوں اور میں خود کو عزت واحترام پر مبنی سلوک کی مستحق سمجھتی ہوں۔ جس طرح بینک کا ایک افسر بزنس سوٹ پہن کر یہ اظہار کرتا ہے کہ اسے ایک ایگزیکٹو سمجھا جانا چاہیے۔ خاص طور پر مردوں کا عورتوں کی طرف نامناسب اور ہوس بھری نظروں سے گھورنا میری جیسی نومسلم خواتین کے لیے ناقابل برداشت ہے۔

میں برسوں تک مغرب میں خواتین کی آزادی کی علمبردار رہی لیکن اب مجھ پہ یہ انکشاف ہوا ہے کہ اسلامی معاشرے میں آزادیٔ نسواں کے حامی، اپنے سیکولر ساتھیوں کی نسبت زیادہ انقلابی ہیں۔ ہمیں ''مقابلہ ہائے حسن'' سے کراہت محسوس ہوتی ہے۔ ہمیں اس وقت اپنی ہنسی روکنا پڑی۔ جب ۲۰۰۳ء میں ''حسینۂ عالم'' کے مقابلے کے موقع پر مختصر لباس میں ملبوس حسینۂ افغانستان ویدہ سمادزئی کو آزادیٔ نسواں کی طرف ایک عظیم الشان قدم قرار دیا گیا۔ سمادزئی کو ''حقوقِ نسواں کی فتح کی علامت'' کے طور پر ایک مخصوص انعام بھی پیش کیا گیا۔

آزادیٔ نسواں کی حامی کچھ نوجوان مسلم خواتین حجاب اور نقاب کو ایک خاص علامت بھی سمجھتی ہیں۔ جس کے ذریعے مغربی تہذیب کی لعنتوں، بے تحاشا شراب نوشی، آزادانہ جنسی تعلقات اور نشہ آور ادویات کے استعمال کو مسترد کیا جاتا ہے۔ مجھے بتاؤ آزادیٔ نسواں کا اظہار کس بات سے ہوتا ہے؟ اسکرٹ کی لمبائی اور چھاتی کے مصنوعی ابھار سے یا کردار اور ذہانت سے۔ اسلام میں عزت کا معیار حسن، دولت، طاقت، عہدہ یا جنس نہیں بلکہ تقویٰ اور پرہیزگاری ہے۔

میری سمجھ میں یہ نہیں آتا کہ میں اٹلی کے وزیراعظم پروڈی کے اس طرزِ عمل پر روؤں یا ہنسوں؟ جس کے تحت انھوں نے اس بحث میں حصہ لیتے ہوئے یہ اعلان کیا کہ نقاب کو استعمال نہ کیا جائے۔ کیوں کہ اس سے باہمی میل جول زیادہ مشکل ہو جاتا ہے۔ کیا واہیات بات ہے۔ اگر ایسی ہی بات ہے تو پھر موبائل فون، ای میل اور فیکس کے استعمال کا کیا جواز ہے؟ اور پھر جب ریڈیو پر سامع بولنے والے کا چہرہ نظر نہیں آتا تو وہ ریڈیو بند تو نہیں کر دیتا۔ اسلام نے مجھے عزت دی ہے۔ میرے دین نے مجھے تعلیم حاصل کرنے کا حق بخشا ہے اور میں شادی شدہ ہوں یا کنواری، تحصیل علم میرے لیے فرض قرار دیا ہے۔

عورت کے مقام اور اس سے سلوک سے متعلق صرف مسلمان مردوں ہی کا نام نہیں لینا چاہیے۔ حال ہی میں کیے گئے ایک سروے (گھریلو تشدد کا قومی ہاٹ لائن سروے) کے مطابق ۴ لاکھ امریکی خواتین، اوسطاً ۱۲ ماہ کی مدت کے دوران اپنے ساتھی مردوں کی طرف سے شدید حملوں اور مار پیٹ کا نشانہ بنتی ہیں اور ہر روز تین سے زائد عورتیں اپنے خاوندوں اور اپنے مرد دوستوں کے ہاتھوں ہلاک ہو جاتی ہیں۔ ۹ ستمبر سے اب تک یہ تعداد تقریباً ۵۵۰۰ تک پہنچ چکی ہے۔

عورتوں پر تشدد کا یہ رجحان ایک عالمی المیہ ہے اور متشدد مردوں کا تعلق کسی خاص مذہب یا تہذیب سے نہیں ہے۔ ایک سروے کے مطابق دنیا بھر میں تین میں سے ایک عورت مرد کے ظلم وستم کا نشانہ بنتی ہے۔ اس میں مار پیٹ، جنسی زیادتی اور ذلت آمیز سلوک سب شامل ہیں۔ یہ ایک عالمی مسئلہ ہے جس کا مذہب، دولت، طبقاتی امتیاز، نسل اور تہذیب وثقافت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ لیکن یہ بھی ایک حقیقت اور سچ ہے کہ عورتوں کی طرف سے احتجاج کے باوجود مغرب میں مرد

خود کو عورتوں سے برتر سمجھتے ہیں۔ وہ کسی شعبے میں بھی ہوں' عورتوں سے زیادہ بہتر معاوضہ اور تنخواہ پاتے ہیں اور عورتوں کو ابھی تک ایک جنسی شے سمجھا جاتا ہے۔ جن کی کشش اور اثر آفرینی براہِ راست ان کی ظاہری حالت سے عیاں ہوتی ہے۔

اس طبقے کے لیے جو ابھی تک یہ کوشش کر رہا ہے کہ اسلام کو ایک ایسا دین ثابت کرے جو عورتوں پر ظلم وستم روا رکھتا ہے۔ ۱۹۹۲ء میں پادری پیٹ رابرٹ سن کی طرف سے دیئے گئے ایک بیان کو یاد کریں۔ اس نے ''بااختیار'' عورت کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار درج ذیل الفاظ میں کیا:

> ''آزادئ نسواں کی تحریک ایک خاندان مخالف سوشلسٹ سیاسی تحریک ہے۔ جو عورتوں کو یہ حق دیتی ہے کہ وہ اپنے خاوندوں کو چھوڑ کر چلی جائیں، اپنے بچوں کو ہلاک کر دیں، جادوٹونا کریں، سرمایہ داری کو تباہ کر دیں اور ہم جنس پرست بن جائیں۔''

اب آپ مجھے یہ بتائیں کہ کون مہذب ہے اور کون غیر مہذب؟

(ترجمہ:How I Come to Love the Veil۔ واشنگٹن پوسٹ۔ ۲۲/اکتوبر ۲۰۰۶ء)

[مطبوعہ: ''الفرقان'' لکھنؤ۔ مئی ۲۰۰۷ء]


الغازی مشینری سٹور

ہمہ قسم چائنہ ڈیزل انجن، سپیئر پارٹس
تھوک و پرچون ارزاں نرخوں پر ہم سے طلب کریں

بلاک نمبر 9 کالج روڈ، ڈیرہ غازی خان 064-2462501

ماہانہ مجلس ذکر و اصلاحی بیان

28 جون 2007ء
جمعرات بعد نماز مغرب

دارِ بنی ہاشم
مہربان کالونی ملتان

ابن امیر شریعت
حضرت پیر جی
سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم
امیر مجلس احرار اسلام پاکستان

الداعی سید محمد کفیل بخاری ناظم مدرسہ معمورہ دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان 061-4511961

شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی

# میاں جی

۱۹۶۹ء کی بات ہے۔شادی کے بعد میں ننھیال گیا تو میں نے قراقلی ٹوپی پہنی ہوئی تھی۔نانا جی نے کہا:''یہ ٹوپی اتار لو اور کپڑے کی اپنی ٹوپی دی کہ یہ پہن لو۔'' میرے ماموں ڈاکٹر عبدالرحیم بیٹھے ہوئے تھے۔کہنے لگے:''میاں جی! بعض اوقات آپ بھی عجیب بات کر جاتے ہیں۔بچے نے شوق سے ایک چیز خریدی ہے۔آپ نے اس کا دل توڑ دیا۔آج کل تو بڑے بڑے مولوی صاحبان یہ ٹوپی پہن رہے ہیں۔'' نانا جی نے کہا:''عبدالرحیم! میں نے تجھے منع نہیں کیا۔میں نے اس بچے کو روکا ہے۔'' انھوں نے بات کی وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ انسان اپنے سر کی آرائش کے لیے بھیڑ کے چھوٹے سے بچے کو ذبح کر دیتا ہے۔بلکہ بچے کو جنم دینے والی بھیڑ کو ذبح کر کے اس کے پیٹ سے اس کا بچہ نکال کر اسے ذبح کر دیتا ہے اور اس کی کھال سے صرف اپنے سر کی زیبائش کے لیے ٹوپی بناتا ہے۔یہ صریحاً ظلم ہے اور ظلم حرام ہے۔

ایک دفعہ سیڑھیاں چڑھتے ہوئے میں گر پڑا۔نانا جی کو پتا چلا مجھے بلایا کہنے لگے:''تو نے چڑھتے ہوئے اللہ اکبر نہیں کہا ہوگا' اسی لیے گرے۔جب بھی اونچے جگہ پر چڑھتے ہیں تو اللہ اکبر کہتے ہیں اور جب نیچے اتر رہے ہوں تو سبحان اللہ کہتے ہیں۔اللہ کا نام لیں تو اللہ خود حفاظت کرتا ہے۔''

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ میاں جی ہمارے گھر گوجرانوالہ آئے ہوئے تھے۔میں نویں کلاس کا طالب علم تھا اور بڑے بھائی صاحب (الطاف الرحمٰن) دسویں میں پڑھتے تھے۔والدہ نے خوشی سے بتایا کہ میاں جی الطاف اور حبیب' محترم صوفی عبدالحمید سواتی کے ہاں قرآنِ پاک کا ترجمہ پڑھنے جاتے ہیں۔میاں جی نے بلایا اور کہا کہ مجھے بھی سناؤ کیا پڑھتے ہو؟ ہم قرآنِ پاک لے آئے ترجمہ شروع کیا۔بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الم ذالک الکتاب لاریب فیہ۔یہ کتاب ہے اس میں کوئی شک نہیں۔کہنے لگے الم کا کیا مطلب ہے؟ ہم نے کہا کہ حروفِ مُقَطّعَات ہیں۔ان کا مطلب اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی بہتر جانتے ہیں۔ہمیں سمجھانے کے لیے کہنے لگے لکھو:

الف سے مراد اللہ ہے، ل سے جبریل اور م سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔بھیجنے والا، لانے والا اور جس پر قرآنِ پاک بھیجا گیا سب کے سب امین ہیں، سچے ہیں۔لہٰذا اس کتاب میں کوئی شک نہیں۔پھر فرمایا کہ حروفِ ابجد کے حساب سے الف کی قیمت ایک ہے اس سے مراد اللہ تعالیٰ کی توحید ہے کہ اللہ ایک ہے تین میں سے ایک یا ایک میں سے تین نہیں، اس کے لاکھوں کروڑوں روپ نہیں، وہ وحدہ لاشریک ہے۔لام کی قیمت تیس ہے اس سے مراد قرآن پاک کے تیس پارے ہیں۔چالیس نہیں، کم یا زیادہ نہیں۔میم کی قیمت چالیس ہے اس سے رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی عمر مراد ہے۔کہ چالیس سال کی عمر میں آپ کو نبوت عطا کی گئی۔مزید فرمایا کہ ایک دفعہ میں سیالکوٹ کے کسی مضافاتی گاؤں کی طرف جا رہا تھا راستے میں نماز کا وقت ہو گیا۔میں نے دیکھا کہ ایک بزرگ کا مزار ہے۔اور اس سے ملحق ایک مسجد ہے۔وہیں نماز ادا کی، فاتحہ کے لیے بزرگ کے مزار پر آیا، دعائے مغفرت کی، دیکھا کہ طاق میں ایک کتاب پڑی ہے جو ان بزرگ کے نام منسوب تھی۔وہاں چند لوگ (بھنگ اور چرس کی پیداوار) بیٹھے خوش گپیاں کر رہے تھے۔میں نے اُن کی اجازت سے وہ کتاب پڑھی وہاں الم کا ترجمہ یوں لکھا تھا:

ا مراد متہر ہے سِدّھا کھوہ پہچان ل جو گھیرا گول ہے اس کو کونڈا جان
م مروڑی بھنگ دی ایس وچ گھول پلونی ایہو مغز قرآن دا باقی فرع پہچان

یہ بات اُن بدبختوں کی اپنی بنائی ہوئی تھی اور اُن بزرگوں کے نام معنون کر رکھی تھی۔ میں اُن کی نظر بچا کر حاشیے پر یہ لکھ آیا:

ا سے مراد اللہ ہے سِدّھا کھوہ پہچان ل مراد جبریل ہے جو لایا قرآن
م مراد محمد ہیں جن کی بڑی ہے شان ایہو مغز قرآن دا باقی فرع پہچان

ایک دفعہ میاں جی سیالکوٹ اپنے چھوٹے بھائی کے گھر آئے تھے۔ وہی اپنی درویشانہ وضع قطع، لمبی قمیص، بیٹھک میں بیٹھے اللہ اللہ میں مصروف تھے کہ چھوٹے بھائی بھاگے ہوئے آئے کہنے لگے: ''میاں جی! آپ دوسرے کمرے میں آ جائیں۔ یہاں ایک مہمان کو بٹھانا ہے۔'' میاں جی نے باہر نکلتے ہوئے دیکھا تو آنے والے مہمان اُس وقت کے گورنر سٹیٹ بینک آف پاکستان شیخ محمد ایوب تھے۔ جو میاں جی کے بھی عزیز تھے۔ میاں جی یہ دیکھ کر بھائی نے امارت کو درویشی پر ترجیح دی ہے ایک دنیاوی آفیسر کے لیے ایک مردِ قلندر کی توہین کی ہے۔ بجائے دوسرے کمرے میں جانے کے گھر سے باہر چلے آئے اور پھر دوبارہ کبھی بھائی صاحب کے گھر کا منہ نہ دیکھا کہ:

ایک نعمت بھی یہی ایک قیامت بھی یہی روح کا جاگنا اور آنکھ کا بینا ہونا
بے ہنر، دشمنیٔ اہل ہنر سے' آ کر منہ پہ چڑھتے تو ہیں، پر جی سے اتر جاتے ہیں

اوائل عمر میں انسانی ذہن میں کئی سوال جنم لیتے ہیں، شکوک وشبہات پیدا ہوتے ہیں۔ مجھے جب بھی کبھی ایسے سوالات سے واسطہ پڑتا تو میں میاں جی کی خدمت میں حاضر ہوتا۔ میاں جی کی کچھ باتیں یہاں درج ہیں۔

☆ ہر چیز اپنے وقت پر آ موجود ہوتی ہے۔ ہاں محنت لازم ہے۔ تم لاکھ سر مارو مگر کوئی بھی چیز تمہیں نہ وقت سے پہلے ملے گی یا نصیب سے کم۔

☆ جمعہ کے خطبے کے دوران لوگ، پہلے خطبے میں ہاتھ باندھ کر بیٹھتے ہیں اور دوسرے خطبے میں ہاتھ چھوڑ کر بیٹھتے ہیں اور درمیان میں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتے ہیں۔ شریعت میں اس بات کا کوئی وجود نہیں۔ ہاں! خطبے کے دوران دوزانو ہو کر مؤدب بیٹھنا چاہیے۔

☆ وضو کرنے کے بعد عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ لوگ انگشتِ شہادت آسمان کی طرف کر کے کلمۂ شہادت پڑھتے ہیں۔ یہ بات کہیں ثابت نہیں۔ لوگ دیکھا دیکھی ایسا کر رہے ہیں۔ آسمان کی طرف رخ کر کے صرف کلمہ شہادت پڑھنا سنت ہے۔

☆ یار لوگوں نے مشہور کر رکھا ہے کہ جو عمرہ کر لے' اس پر حج فرض ہو جاتا ہے۔ یہ بات غلط ہے۔ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی کسی بات کا ثبوت نہیں ملتا۔

یہ تھے میرے نانا جی (والدہ کے ماموں) مولانا عبدالمجید پٹھان کوٹی' ایک جید عالم اور بے بدل حکیم، علامہ اقبال کے مردِ درویش، ایک مٹا ہوا انسان کہ ساری زندگی ایک کھنڈر مکان (کھولے) میں بسر کی۔ جس کا کوئی دروازہ بھی نہیں تھا۔ جتنے پیسے پاس ہوتے بچوں، مریضوں، مزدوروں میں تقسیم کر دیتے۔ انھیں خاندان کے سب لوگ پیار سے ''میاں جی'' کہتے تھے۔ اور علامہ اقبال نے شاید ایسے ہی لوگوں کے بارے میں کہا ہے کہ:

نہ تاج و تخت میں نے لشکر و سپاہ میں ہے
جو بات مردِ قلندر کی بارگاہ میں ہے

ساغر اقبالی

# زبان میری ہے بات اُن کی

☆ جوں ہی بارہ بجے دوپہر' چیف جسٹس کا طیارہ لینڈ ہوا' ہنگامہ شروع ہوگیا۔ (فاروق ستار)

تو کیا چیف جسٹس نے جہاز سے نکلتے ہی گولیاں چلانی شروع کردیں؟

☆ کراچی میں ایم کیو ایم نے اپنی طاقت دکھائی۔ مجھے نہیں معلوم' گولی کس نے چلائی۔ (پرویز مشرف)

خنجر قاتل کی ستائش اور کس طرح ہوسکتی ہے؟

☆ اصل جمہوریت کو فروغ دیا۔ (پرویز مشرف)

مہنگائی، فحاشی، عریانی، لادینیت، دہشت گردی میں اضافہ ہوا۔

☆ ملک میں باقی کسی جگہ چیف جسٹس کے جانے پر ایک گلاس تک نہیں ٹوٹا، کراچی میں کیا ہوا؟ (امین فہیم)

باغباں اور صیّاد کی ملی بھگت کا نتیجہ ہے سائیں!

☆ پولیس فورس کو پولیس سروس میں بدلنا ہوگا۔ (ڈی آئی جی ڈیرہ)

آدھے جرائم ختم ہوسکتے ہیں۔

☆ اپوزیشن کے کارکنوں نے ایم کیو ایم کے کارکنوں کو تشدد کا نشانہ بنایا۔ (الطاف حسین)

اور ایم کیو ایم کی حکومت اور پولیس کھڑی تماشا دیکھتی رہی؟

☆ اعلیٰ ترین آئینی منصب ''چیف جسٹس'' کو سیاسی رنگ میں رنگ دیا گیا۔ (چودھری شجاعت)

آرمی چیف کے بارے میں کیا خیال ہے؟

☆ حکومت کا چیف جسٹس کے خلاف ریفرنس بھیج کر اُس کے حق میں ریلی نکالنا سمجھ سے بالاتر ہے۔ (ظفر اللہ جمالی)

مجنوں نظر آتی ہے لیلیٰ نظر آتا ہے

☆ وردی میرے جسم کی کھال ہے کیسے جدا کروں؟ (پرویز مشرف)

کھال کوئی دوسرا ہی اتارتا ہے۔ (قاضی حسین احمد)

☆ صدر کے اقدامات کے ثمر نظر آنے لگے۔ (وزیر اعظم شوکت عزیز)

کراچی میں ۴۰ ہلاک، ۱۵۰ زخمی۔ پشاور میں ۲۵ ہلاک، ۵۰ زخمی!

☆ ہمارے ترقیاتی کام خود بول رہے ہیں۔ (پرویز الٰہی)

گھی: ۱۰۰ روپے کلو، دال: ۱۰۰ روپے کلو، آٹا: ۱۸ روپے کلو، دہی ۳۶ روپے کلو

☆ میر ظفر اللہ جمالی نے مسلم لیگ سے استعفیٰ دے دیا۔ (ایک خبر)

اب جلالیوں کے استعفے بھی آنے والے ہیں۔ (جے سالک)

☆ ۵۶ لاپتہ افراد بازیاب۔ (وزارت داخلہ)

کیا یہ لوگ جہادی تنظیموں سے بازیاب ہوئے ہیں؟

# حُسنِ انتقاد

تبصرہ کے لیے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے

● خطیب اور خطابت　　　مصنف: مولانا عبدالرؤف چشتی (اوکاڑوی)　　　تبصرہ: سید محمد کفیل بخاری

ضخامت: ۲۰۰ صفحات　　　قیمت: ۳۵۰ روپے

ناشر: جامعہ مدینۃ العلم چشتیہ، رفیع کالونی۔ گلی نمبرا، نزد رفیع فلور ملز۔ صمد پورہ روڈ، اوکاڑہ

خطابت سنتِ انبیاء ہے یہ کسبی نہیں وہبی صفت ہے۔ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات نے کتابیں نہیں لکھیں بلکہ پیغام الٰہی خطاب کے ذریعے ہی اللہ کی مخلوق تک پہنچایا ہے۔ دنیا کے پہلے انسان سیدنا آدم علیہ السلام نے جب سیدہ حوّا سے گفتگو فرمائی تو یہ پہلا خطاب تھا۔ یعنی انسان اور خطابت ہم عمر ہیں۔ اپنے مافی الضمیر کا بلا تکلف اظہار اور اپنے سامعین تک اس کی تفہیم و ابلاغ ہی خطابت ہے۔ خطابت اپنا کوئی موضوع نہیں رکھتی لیکن بذاتِ خود ایک بہت بڑا موضوع ہے۔ وعظ، تقریر، درس اور لیکچر اپنی اپنی حیثیت رکھتے ہیں لیکن خطابت ان سے بالکل مختلف ہے۔ خیالات کے اظہار کا انداز اپنا اپنا ہوتا ہے۔ جو مؤثر بھی ہوتا ہے اور غیر مؤثر بھی۔ اظہار و بیان کا حسن، مطالعہ و مشاہدہ، حافظ و حاضر دماغی، متانت و سنجیدگی، وقار و تمکنت، طنز و تفنن، تمثیلات و تشبیہات، دلائل و براہین، برجستگی و حاضر جوابی، واقعات و واردات اور اشعار و ضرب الامثال کا برموقع استعمال و اظہار خطابت کی اعلیٰ صفات ہیں۔

عرب فطری طور پر خطیب ہیں۔ اس کی بڑی وجہ عربی زبان ہے جو وحی کی زبان ہے۔ جامعیت اور بلاغت‘ عربی زبان کا امتیازی وصف ہے۔ قرآن کا انداز بھی خطابیہ ہے اور نبی کریم خاتم النبیین، خطیب الانبیاء سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی سارا دین خطاب کے ذریعے ہی بنی نوع انسان تک پہنچایا ہے۔ اس نسبت سے اسلام میں خطابت‘ عبادت کا درجہ رکھتی ہے۔ کتاب تو پڑھے لکھے لوگ ہی پڑھتے ہیں جو آٹے میں نمک کے برابر ہوتے ہیں۔ یہ خطابت کا ہی کمال ہے کہ بیک وقت پڑھے لکھے اور ان پڑھوں کے ہجوم بے کراں اور منتشر الخیال لوگوں کو اکٹھا کر کے مقصدِ خطاب ان کے دل و دماغ پر نقش کر دیتی ہے

ڈیما ستھنیز اور سسرو یورپ کے بڑے خطیبوں میں شمار ہوتے ہیں لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ عرب کا عام بدّو بھی ان سے بڑا خطیب تھا۔ برصغیر میں مولانا ابوالکلام آزاد، امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری، سحبان الہند مولانا احمد سعید دہلوی، مولانا محمد علی جوہر اور مولانا ظفر علی خان خطابت کے اہم ستون شمار ہوتے ہیں۔ اور مجلس احرار اسلام اپنی دیگر خدمات وصفات کے ساتھ ساتھ ایک وصف یہ بھی رکھتی ہے کہ یہ خطیبوں کی جماعت تھی۔ احرار کا عام کارکن بھی خطیب ہوتا تھا۔ زعماء احرار نے خطابت کے زور پر ہی برصغیر کے عوام کو خوابِ غفلت سے جگایا اور شاہراہِ آزادی پر گامزن کر دیا۔

مولانا عبدالروف چشتی (اوکاڑوی) ہمارے دینی جلسوں کے بزرگ اور معروف خطیب ہیں۔ وہ تیس پینتیس برس سے خطابت کے میدان میں دادِ شجاعت دے رہے ہیں۔ اس عرصہ میں انھوں نے بہت سے خطیبوں کو سنا اور ان سے استفادہ بھی کیا۔ حال ہی میں ان کی کتاب ’’خطابت اور خطیب‘‘ شائع ہوئی ہے‘ جس میں انھوں نے خطابت کے موضوع پر اپنی

معلومات، مشاہدات اور تجربات بڑی شرح وبسط کے ساتھ بیان کیے ہیں۔ کتاب بجائے خود ایک مسلسل خطاب ہے لیکن اکثر مقامات پر ربط و تسلسل برقرار نہیں رہتا۔ بعض باتیں طلباء کو نصیحت سے تعلق رکھتی ہیں۔ خطابت کے موضوع سے تعلق نہیں رکھتیں بعض عنوانات بہت دلچسپ ہیں۔ جو کتاب میں موجود عدم ربط کی کلفت کو راحت میں بدل دیتے ہیں اور طبعی طور پر ایک خوشگوار ماحول پیدا ہوجاتا ہے۔ مثلاً ٹوپی کیسی اور ماتھے پر کہاں تک؟ منبر کیسا ہو؟ کرسی کیسی ہو؟ دورانِ تقریر ٹانگ اٹھانا اور ایک ٹانگ پر کھڑے ہو کر تقریر کرنا، اسٹیج پر گھومنا، دوران تقریر اچھل کود کرنا، ازار بند سنبھالیے۔ حلق کے نقصانات وغیرہ وغیرہ۔ مولانا نے ان عنوانات پر اپنے تجربات و مشاہدات کی روشنی میں معلومات فراہم کی ہیں۔ جو دلچسپی سے خالی نہیں۔ لیکن خطابت اس سے بہت آگے کی چیز ہے۔ مولانا عبدالرؤف چشتی کی اس کاوش کو یکسر نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ تاہم نظر ثانی کی ضرورت ہے۔ اس کتاب میں خطابت کے قرینے، موضوعات، ضرب الامثال، منتخب اشعار، لطائف اور واقعات نئے خطیبوں کی رہنمائی کے لیے بکثرت موجود ہیں۔ تاہم نظر ثانی کی ضرورت ہے۔

● **تاریخ وتذکرہ خانقاہ مظہریہ دہلی**　　تالیف: محمد نذیر رانجھا

ضخامت: ۴۵۶ صفحات　قیمت: ۲۰۰ روپے　ناشر: جمعیت پبلی کیشنز، متصل مسجد پائلٹ سکول وحدت روڈ لاہور

برصغیر میں اسلام کی تبلیغ واشاعت اور علوم دینیہ کے ورثے کی حفاظت میں خانقاہی نظام کا مؤثر کردار رہا ہے۔ صوفیاء واہل اللہ نے مسلمانوں کی تعلیم وتربیت کے لیے خانقاہیں قائم کیں اور مجاہدہ وریاضت کی کٹھالی سے گزار کر مثالی مسلمانوں کی ایک مقدس جماعت تیار کی۔ مرور زمانہ کے باوجود رشد وہدایت اور تعلیم وتربیت کا یہ سلسلہ آج تک جاری ہے۔

دہلی...... ہمیشہ صوفیاء وصلحاء اور اتقیاء واولیاء کا مرکز رہا ہے۔ سیکڑوں اولیاء اللہ یہاں آئے اور اپنے حصے کا کام کر کے یہیں آسودۂ خاک ہوگئے۔ برصغیر میں اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے عظیم الشان کام کی سعادت حضرت امام شاہ ولی اللہ اور اُن کے خاندان کے حصے میں آئی۔ انھوں نے بھی دہلی ہی کو اپنی جدوجہد کا مرکز بنایا۔

جناب محمد نذیر رانجھا ایک صاحبِ دل انسان ہیں۔ تصوف، صوفیاء اہل اللہ اور ان کی خانقاہیں، اولیاء اللہ کے حالات وخدمات اور سوانح 'اُن کے خاص موضوعات ہیں۔ حال ہی میں حضرت میرزا مظہر جانِ جاناں رحمتہ اللہ علیہ (م ۱۱۹۵ھ/ ۱۷۸۱ء) کی خانقاہ مظہریہ نقشبندیہ مجددیہ دہلی کے تذکرہ وتاریخ پر مشتمل اُن کی تالیف شائع ہوئی ہے۔ حضرت میرزا مظہر جانِ جاناں شہید قدس سرہٗ سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کے سرخیل تھے۔ اسی طرح آپ کے جانشین وخلیفۂ ارشد حضرت شاہ غلام علی دہلوی رحمہ اللہ نے بھی خانقاہِ نقشبندیہ کی آب وتاب کو محض اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے قائم رکھا۔ خانقاہ نقشبندیہ مجددیہ دہلی کا آغاز، اس سے متعلق بزرگوں اور اُن کے خلفاء کے احوال وواقعات، تعلیمات اور سوانح اس کتاب کی زینت ہیں۔ جنھیں پڑھ کر روح تازہ، خیالات پاکیزہ اور اعمال منور ہوتے ہیں۔ کتاب کا انتساب مرشدنا حضرت مولانا خواجہ خان محمد دامت برکاتہم (خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ کندیاں) کے نام ہے اور آپ کے کلماتِ تبرکات سے کتاب مزین ہے۔ مسافرانِ راہِ سلوک وطریقت کے لیے خصوصاً اور جمیع مسلمانوں کے لیے عموماً اس کتاب کا مطالعہ ہر اعتبار سے مفید ہے۔

● تحائفِ مرشدیہ　　مرتبہ: محمد نذیر رانجھا

ضخامت: ۲۰۸ صفحات　قیمت: ۱۷۰ روپے　　ناشر: پورب اکادمی، اسلام آباد

مرشد العلماء حضرت خواجہ خان محمد مدظلہ کی ذات بابرکات عطیہ الٰہی ہے۔ خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ سے آپ کے فیوض وبرکات نصف صدی سے جاری ہیں۔ دین کی پیاسی اللہ کی مخلوق دنیا کے کونے کونے سے کھنچ کر آپ کے درِفیض پر آتی ہے اور تعلیماتِ نبوی کے انوار وتجلیات دلوں کو منور کر کے لوٹتی ہے۔

آپ کے مسترشد جناب محمد نذیر رانجھا نے حضرت خواجہ صاحب کے اپنے نام مکتوبات کو تحائف مرشدیہ کے نام سے مرتب کیا ہے۔ ۱۷۰ حضرت اقدس کے اپنے ہاتھ سے لکھے ہوئے ہیں۔ ۴ صاحبزادگانِ گرامی کے اور ۵ مسئولین خانقاہ کے ہیں۔ ان مکتوبات میں عقائد واعمال، معاملات اور تعلیم وتربیت کے عنوان پر حضرت خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم کی نصیحت آموز ہدایات شامل ہیں۔

خانقاہ سراجیہ کا مختصر تعارف، اکابر خانقاہ حضرت مولانا احمد خان قدس سرہٗ حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی قدس سرہٗ حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ کے احوال ومناقب اور حضرات صاحبزادگان کا تعارف کتاب کے شروع میں درج ہے۔

● حدود آرڈیننس اور تحفظ نسواں بل　　تالیف: مولانا زاہد الراشدی

ضخامت: ۱۵۰ صفحات　قیمت: ۱۲۰ روپے　　ناشر: الشریعہ اکیڈمی، ہاشمی کالونی کنگنی والا گوجرانوالہ

۱۹۷۳ء کا آئین بلاشبہ پاکستان کا بہترین آئین ہے۔ جسے پاکستان کی قومی اسمبلی وسینٹ نے متفقہ طور پر منظور کیا۔ ایسا قومی اتفاق آج تک دوبارہ میسر نہیں آسکا۔ اس آئین میں پاکستان کی نظریاتی حیثیت کا تعین کیا گیا اور تمام قوانین کو اسلامی ڈھانچے میں ڈھالنے کا وعدہ کیا گیا۔ عالمی سامراج کو یہ اتفاق ایک آنکھ نہ بھایا اور ملک کی منتخب حکومت کو برطرف کر کے مارشل لاء اور آمریت کے ذریعے متفقہ آئین کو معطل کر دیا گیا۔ عالمی استعماری قوتوں نے اپنے مسلط کردہ حکمرانوں کے ذریعے آئین میں طے شدہ اسلامی قوانین کو بدلنے کی سازش کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا بلکہ پاکستان کی متعین اسلامی ونظریاتی حیثیت کو ختم کر کے اسے ایک سیکولر ریاست بنانے کی منظم منصوبہ بندی بھی شروع کر دی۔ ۲۰۰۶ء میں عالمی صیہونی ونصرانی قوتوں کو بڑی کامیابی یہ حاصل ہوئی کہ ''حدود آرڈیننس'' کو ختم کر کے اس کی جگہ تحفظِ نسواں بل قومی اسمبلی سے منظور کرایا گیا اور پاکستان میں آئینی طور پر زناکاری کو تحفظ فراہم کیا گیا۔

مولانا زاہد الراشدی مدظلہ عالم دین ہونے کے ساتھ ساتھ ایک بیدار مغز دانشور بھی ہیں۔ عصری تحریکوں، عالمی سازشوں اور موجودہ سیاسی ومعاشی مسائل پر گہری نظر رکھتے ہیں۔ ''حدود آرڈیننس اور تحفظ نسواں بل'' کے پس منظر وپیش نظر پر متعدد اخبارات وجرائد میں اُن کے مضامین وکالم موقع بہ موقع شائع ہوتے رہے جنھیں یکجا کتابی شکل دے کر ساری بحث اس میں سمودی گئی ہے۔

● ایک علمی وفکری مکالمہ　　تالیف: مولانا زاہد الراشدی مدظلہ

ضخامت: ۲۰۰ صفحات　قیمت: ۱۵۰ روپے　　ناشر: الشریعہ اکادمی، ہاشمی کالونی، کنگنی والا گوجرانوالہ

جناب جاوید احمد غامدی ''اصلاحی مکتبۂ فکر'' کی نمائندگی کرتے ہوئے جدیدیت کے علمبردار بن کر بامِ شہرت پر جلوہ افروز ہیں۔ اسلام کی تفہیم وتعبیر کے لیے قرآن وسنت، حدیث، اجتہاد اور قیاس کی بنیادیں موجود ہیں۔ جس طرح قرآن

وحدیث کے الفاظ واصطلاحات متعین ہیں‘اسی طرح ان کے معانی بھی متعین ہیں۔احکامِ الٰہی کو اجماعِ امت سے ہٹ کر اپنی ناقص عقل کی سان پر چڑھا کر سمجھنے اور سمجھانے کی کوشش ماسوا گمراہی کے اور کچھ نہیں۔جناب جاوید احمد غامدی اپنے خیالات وافکار اور اجماعِ امت کے مقابل اپنے بعض تفردات کے حوالے سے ایک متنازعہ ترین شخصیت ہیں۔

ممتاز محقق اور عالم دین مولانا زاہدالراشدی نے جناب جاوید احمد غامدی کے افکار وخیالات اور تفردات پر نقد کیا اور اُن کے حلقۂ فکر سے وابستہ حضرات معزامجد،خورشید ندیم اور ڈاکٹر فاروق خان کے ساتھ تحریری مکالمہ میں جناب غامدی کے خیالات کو اجماعِ امت سے متصادم قرار دیا۔مولانا راشدی کے بقول:

> ’’غامدی صاحب نے دین کی بنیادی اصطلاحات کی تشکیل نو کی ہے۔اصطلاحات کے الفاظ کو برقرار رکھتے ہوئے ان کے مفہوم ومصداق کے حوالے سے نیا تانا بانا بُنا جو اجتہاد اور تجدید کے قدیمی اور روایتی مفہوم کی بجائے تشکیل نو کے زمرے میں آتا ہے۔ہمارا اُن سے اصولی اختلاف یہی ہے......ایسی کوششوں کا عملی نتیجہ گمراہی کا ماحول پیدا کرنے کے سوا کچھ برآمد نہیں ہوگا۔‘‘

مولانا زاہدالراشدی نے جناب غامدی کے خیالات کا جائزہ لیتے ہوئے پاکستان کی عملی سیاست میں علماء کا کردار، علماء کا آزادانہ فتویٰ دینے کا حق،جہاد کے لیے حکومت واقتدار کی شرط،زکوٰۃ کے علاوہ ٹیکس لگانے کا جواز،حدود آرڈیننس، قرآن فہمی میں حدیث نبوی کی اہمیت،اسلام میں پردے کے احکام،پارلیمنٹ،اجتہاد اور وفاقی شرعی عدالت جیسے اہم عنوانات پر قلم اٹھایا ہے اور غامدی مکتبۂ فکر کے خیالات کو بھی شامل کتاب کیا ہے۔یہ دورِ حاضر کی ایک اہم ضرورت تھی جسے مولانا زاہدالراشدی نے دلائل وبراہین کی قوت سے پورا کیا ہے۔

- **فکرِ غامدی۔ایک تحقیقی وتجزیاتی مطالعہ**　　مرتبین:حافظ محمد زبیر/حافظ طاہر اسلام عسکری

ضخامت:۱۲۸صفحات:　قیمت:۷۰روپے　　ناشر:مکتبہ خدام القرآن ۳۶۔کے ماڈل ٹاؤن لاہور

یہ کتاب جناب ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کی تنظیم انجمن خدام القرآن کے شعبہ تحقیق اسلامی سے منسلک محققین جناب حافظ محمد زبیر اور حافظ طاہر اسلام عسکری کی مرتبہ ہے۔جس میں مولانا زاہدالراشدی مدظلہ کے ماہنامہ ’’الشریعہ‘‘ میں جناب جاوید احمد غامدی کے فکری تفردات اور علمی مغالطوں کے حوالے سے شائع ہونے والے مضامین کو نئی ترتیب سے جمع کیا گیا ہے۔جناب جاوید احمد غامدی موجودہ دین بیزار،سیکولر اور نام نہاد روشن خیال حکومت کے ترجمان کی حیثیت سے ٹیلی ویژن کی سکرین پر جلوہ افروز ہیں۔اُن کے تجدد پسندانہ افکار نئی نسل میں اسلام کے بنیادی اصولوں اور عقائد سے انحراف وبرگشتگی کا سبب بن رہے ہیں۔غامدی صاحب کا تصورِ فطرت،تصورِ سنت اور تصورِ کتاب،ان تینوں عنوانات پر اُن کے افکار ونظریات کا اُنھی کے قائم کردہ اصولوں کی روشنی میں نقد کیا گیا ہے۔کتاب اپنے عنوان،مواد اور اسلوب کے لحاظ سے ایک بہترین علمی کاوش اور روشن خیالی کے دجالی جال میں پھنسے ہوئے سادہ لوح مسلمانوں کی صحیح رہنمائی کی بہترین کاوش ہے۔

☆☆☆

ادارہ		مجلس احرار اسلام پاکستان کی سرگرمیاں

# اخبارالاحرار

## تحفظ ختم نبوت کانفرنس ملتان:

ملتان (۲۹/اپریل) مجلس احرار اسلام پاکستان کے امیر سید عطاء المہیمن بخاری نے کہا ہے کہ قادیانی ملک کے خلاف سازشیں کررہے ہیں۔ موجودہ حکومت نے انھیں سب سے زیادہ مراعات دیں اور کثیر تعداد میں اعلیٰ عہدوں پر فائز کیا۔ پاکستان کی نظریاتی شناخت کو ختم کرنا عالمی سامراج کا ایجنڈا ہے۔ اس کی تکمیل کے لیے قادیانی گروہ رضا کارانہ خدمات انجام دے رہے ہیں۔ وہ گزشتہ ماہ دارِ بنی ہاشم ملتان میں مجلس احرار اسلام کے زیر اہتمام سالانہ تحفظ ختم نبوت کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے انھوں نے کہا کہ قادیانی، حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے غدار ہیں۔ اس لیے وہ کسی کے وفادار نہیں ہوسکتے۔ موجودہ حکومت قادیانیوں کو جتنی مراعات بھی دے لے لیکن وہ یاد رکھے کہ قادیانی اپنے ملک پاکستان کے نہیں امریکہ و برطانیہ کے مفادات کے محافظ ہیں۔ مجلس احرار اسلام کے ناظم اعلیٰ پروفیسر خالد شبیر احمد نے کہا کہ اسلام، دین ہے نظریہ نہیں۔ پاکستان دین اسلام کے نام پر قائم ہوا۔ ہمیں دین ہر چیز پر مقدم ہے۔ اگر دین کو وطن سے الگ کیا گیا تو وطن کی سلامتی ممکن نہیں رہے گی۔ جماعتِ اسلامی پنجاب کے ڈپٹی سیکرٹری جنرل راؤ محمد ظفر اقبال نے کہا کہ حکمرانوں نے عدلیہ کے وقار کو مجروح کیا اور وکلاء نے تحریک چلا کر پوری قوم کا سر فخر سے بلند کردیا۔ جہاد کا انکار مرزا قادیانی نے کیا اور موجودہ حکمران قادیانیوں کے نقش قدم پر چل رہے ہیں۔ مجلس احرار اسلام کے ڈپٹی سیکرٹری جنرل سید محمد کفیل بخاری نے کہا کہ موجودہ حکمرانوں نے آئین کی اسلامی دفعات کو ترجیحی بنیادوں پر غیر فعال کیا۔ جس طرح چیف جسٹس کو غیر فعال کیا۔ قانونِ امتناع قادیانیت اور قانون توہین رسالت کو عملاً غیر مؤثر کردیا گیا ہے۔ انھوں نے کہا کہ قوم اِن قوانین کو تبدیل نہیں ہونے دے گی۔ حکمرانوں کے دن گنے جاچکے ہیں۔ ان کا ہر قدم زوال کی طرف بڑھ رہا ہے۔ احرار رہنما حافظ محمد اکبر نے کہا کہ جب تک ایک احرار کارکن بھی زندہ ہے، قادیانیت کا تعاقب جاری رہے گا۔ انھوں نے کہا کہ قادیانی پاکستان کو سیکولر ریاست بنانے کے لیے سرگرم ہیں۔ وہ یہ نہ کرسکے تو اُن کا دوسرا ہدف اکھنڈ بھارت کا قیام ہے۔ انھوں نے کہا کہ وطن اور دین دشمنوں کو اُن کے ناپاک عزائم میں عبرتناک شکست ہوگی۔

☆☆☆

لاہور (۶/مئی) مجلس احرار اسلام پاکستان نے کہا ہے کہ چیف جسٹس آف پاکستان کے پُرجوش، پرعزم تاریخی اور پرامن استقبال نے ثابت کردیا ہے کہ چودہ کروڑ عوام آئین و قانون کی مکمل بالادستی اور عدلیہ کی آزادی پر غیر متزلزل یقین رکھتے ہیں اور کسی طالع آزما کو یہ حق نہیں دیا جاسکتا کہ وہ غیر ملکی سہاروں پر عوام پر مزید جبری حکمرانی کرتا رہے اور اپنے اسلام و قانون کش اور وطن دشمن مذموم عزائم کی تکمیل کرے۔ مجلس احرار اسلام پاکستان کے مرکزی رہنماؤں کا ایک اعلیٰ سطحی ہنگامی اجلاس

دفتر مرکزیہ نیو مسلم ٹاؤن لاہور میں جماعت کے مرکزی امیر سید عطاء المہیمن بخاری کی صدارت میں منعقد ہوا۔ جس میں سید محمد کفیل بخاری، عبداللطیف خالد چیمہ، میاں محمد اویس، چودھری محمد ظفر اقبال ایڈووکیٹ، چودھری محمد اکرام، قاری محمد یوسف احرار اور دیگر رہنماؤں نے شرکت کی۔ سید عطاء المہیمن بخاری نے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ موجودہ حکومت نے آئین، قانون کا حلیہ بگاڑنے کے بعد عدلیہ پر بھی شب خون مارنے کی پوری کوشش کی ہے' جسے کار پردازانِ عدلیہ، وکلاء برادری نے پوری قوم کی نمائندگی کرتے ہوئے ناکام بنادیا اور ڈکٹیٹر شپ کے راستے مسدود کردیئے۔ انھوں نے کہا کہ پرویزی حکومت نے فسطائیت اور جبر واستبداد کے تمام ریکارڈ توڑ دیئے ہیں اور چالیس چوروں کا بدنامِ زمانہ گروہ ملک کو لوٹ کر کھا گیا ہے۔ انھوں نے کہا کہ قراردادِ مقاصد اور ملک کے اساسی نظریے سے مکمل انحراف بلکہ غداری کی جارہی ہے اور قائد اعظم کے نام سے منسوب سرکاری لیگ سے قائد اعظم کی روح بری طرح شرمندہ ہے۔ انھوں نے کہا کہ قادیانیوں اور پرویزیوں سمیت تمام دین دشمن لابیوں کو سرکاری وسائل سے مسلح کر کے خانہ جنگی جیسے حالات پیدا کیے جارہے ہیں۔ ایسے میں تمام محبِّ وطن قوتوں کا فرض بنتا ہے کہ وہ بادی النظر میں بھی صورتحال کا جائزہ لیں کہ کہیں بچی کھچی اسلامی دفعات کو ختم کرنے کے لیے ''آخری وار'' کی تیاری تو نہیں ہورہی! مجلس احرار اسلام کے مرکزی سیکرٹری اطلاعات عبداللطیف خالد چیمہ نے بتایا کہ اجلاس میں وکلاء کی پرامن جدوجہد کی مکمل تائید وحمایت کا فیصلہ کیا گیا ہے اور کہا گیا ہے کہ آئین اور قانون کی بالادستی کے لیے مجلس احرار اسلام وکلاء کے ساتھ ہر ممکن تعاون کرے گی۔ اجلاس میں ایک قرارداد کے ذریعے حکومت کی طرف سے وکلاء کی پرامن تحریک کو تشدد کے راستے پر ڈالنے کی کوششوں اور تحریک کو سبوتاژ کرنے کے لیے ریاستی قوت کے استعمال کی شدید الفاظ میں مذمت کی گئی اور مطالبہ کیا گیا کہ چیف جسٹس کے خلاف سرکاری ریفرنس واپس لیا جائے۔ ایک اور قرارداد میں ساہیوال میں وکلاء پر پٹرول بم پھینکنے والوں کو گرفتار کرنے اور وکلاء پر بہیمانہ تشدد کرنے کی شدید الفاظ میں مذمت کی گئی اور اسے ظالمانہ عمل قرار دیا گیا۔ ایک مزید قرارداد میں وکلاء برادری، متحدہ مجلس عمل اور ملک کی تمام دینی وسیاسی قوتوں سے پرزور اپیل کی گئی کہ وہ آئین کی اسلامی دفعات کے تحفظ کے لیے بھی اپنا کردار ادا کریں اور تحفظ ختم نبوت اور تحفظ ناموسِ رسالت (صلی اللہ علیہ وسلم) سمیت قوانین کو بچانے کے لیے جدوجہد کو بھی اپنی ترجیحات کا باضابطہ حصہ بنائیں۔

☆☆☆

لاہور (۷/مئی) مجلس احرار اسلام پاکستان اور تحریک تحفظ ختم نبوت نے ہیومن رائٹس واچ نامی انسانی حقوق کی بین الاقوامی تنظیم کی طرف سے پاکستان میں قانون توہین رسالت صلی اللہ علیہ وسلم ختم کرنے کے مطالبے کو یکسر مسترد کیا ہے اور اسے دنیا بھر کے مسلمانوں خصوصاً اسلامیانِ پاکستان کے بنیادی عقائد اور حقوق کے منافی قرار دیا ہے۔ مجلس احرار اسلام پاکستان کے مرکزی رہنما سید محمد کفیل بخاری اور کل جماعتی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا کہ ہیومن رائٹس واچ کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ عالمی کفریہ ایجنڈے کی روشنی میں پاکستانی عوام کے بنیادی عقیدے اور فکر ونظر کی روشنی میں دستورِ پاکستان کے مطابق اسمبلی سے پاس ہونے والے قوانین کو ہدفِ تنقید بنائے اور غیر مسلم اقلیتوں کے نام نہاد تحفظ کے نام پر قانونِ امتناعِ قادیانیت کو ختم کرنے کا مطالبہ کرے۔ انھوں نے ہیومن رائٹس واچ کے اس دعوے کو مضحکہ خیز قرار دیا کہ جنرل

پرویز مذہبی گروپس کی پشت پناہی کررہے ہیں۔احرار رہنماؤں نے کہا کہ جنرل پرویز قادیانیوں سمیت ہر دین دشمن گروپ اور این جی اوز کو سرکاری وسائل سے پرموٹ کررہے ہیں۔ان رہنماؤں نے کہا کہ قادیانیوں کو اسلامی گروپس کی طرف سے ہرگز دھمکیاں نہیں دی جارہیں بلکہ خود قادیانی آئین سے بغاوت پرمبنی طرزِ عمل اور اشتعال انگیز کارروائیوں کے فروغ کا سبب بن رہے ہیں۔قادیانی' آئین میں طے شدہ اپنی آئینی واسلامی حیثیت کو عملاً تسلیم کرنے سے گریزاں ہیں اور مختلف بہانوں سے اپنی ارتدادی سرگرمیوں میں مصروف ہیں۔مساجد کی شکل سے مشابہ قادیانی عبادت گاہیں،اسلامی علامات وشعائر کا بے دریغ استعمال،رائے شماری اور ووٹرز لسٹوں میں بطور غیرمسلم اپنا اندراج نہ کروانا،اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرنا اور پوری دنیا کے ڈیڑھ ارب مسلمانوں کو کافر کہنا ایسی باتیں ہیں جو قادیانی عقیدے کا حصہ ہیں۔اور وہ انفرادی واجتماعی سطح پر اس کا مسلسل عملی اظہار بھی کررہے ہیں۔جب کہ قانون نافذ کرنے والے ادارے مجرمانہ اغماض برت رہے ہیں۔علاوہ ازیں ہیومن رائٹس فاؤنڈیشن پاکستان نے بھی کہا ہے کہ قانون تحفظ ناموسِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم اور قانون تحفظ ختم نبوت اسلامیانِ پاکستان کے ایمان کی ترجمانی ہے اور اس کے خلاف پروپیگنڈا آئین،دستور اور ریاست سے بغاوت ہے۔

☆☆☆

لاہور(۹رمئی)مجلس احرار اسلام پاکستان اور تحریک تحفظ ختم نبوت نے قومی اسمبلی میں قانون توہین رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں ترمیم کی تحریک مسترد ہونے اور مرتد کو سزائے موت دینے کا بل مجلس قائمہ کے سپرد کرنے کا خیر مقدم کیا ہے۔قائدِ احرار سید عطاء المہیمن بخاری،پروفیسر خالد شبیر احمد،سید محمد کفیل بخاری اور عبداللطیف خالد چیمہ نے ایک بیان میں کہا ہے کہ ایم پی بھنڈارا کی طرف سے قانون توہین رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں ترمیم کے بل کو ایجنڈے پر لانا بھی آئین سے متصادم رویہ ہے۔کیوں کہ یہ ملک اسلام کے نفاذ کے نام پر بنا تھا اور قرارداد مقاصد آئین کا حصہ بن چکی ہے۔جس کے مطابق خلافِ شریعت آئین سازی کی ممانعت کی گئی ہے اور طے ہوگیا ہے کہ اسلام کے خلاف کوئی قانون نہیں بنایا جاسکتا۔پھر پارسی مذہب سے تعلق رکھنے والے اور ملکی وبین الاقوامی سطح پر شراب کے وسیع کاروبار کے ذریعے پاکستانی سیاست دانوں اور سیاست پر اثر انداز ہونے والے حکومتی اقلیتی رکن ایم پی بھنڈارا کی طرف سے یہ بل پیش کرنا بڑا معنی خیز ہے۔لگتا ہے کہ یہ حکمرانوں کا اپنا ہی ایجنڈا ہے۔احرار رہنماؤں نے بل کی مخالفت کرنے والے اراکین اسمبلی کے کردار کو سراہا اور متحدہ مجلس عمل کے رہنماؤں قاضی حسین احمد،مولانا فضل الرحمٰن سمیت ۳۱ اراکین اسمبلی جنھوں نے مرتد کی سزائے موت کا بل ایوان میں پیش کیا ہے' کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے اسے اسلام کے نفاذ،فتنہ ارتدادمرزائیہ کی اسلام اور وطن کے خلاف ریشہ دوانیوں کے سدباب کے لیے سرگرم کردار اور مثبت کوشش سے تعبیر کرتے ہوئے کہا ہے کہ اسلامی نظریاتی کونسل ایک طویل عرصہ قبل ارتداد کی شرعی سزا کے نفاذ کی سفارش کرچکی ہے اور یہ اسلامیانِ پاکستان کے متفقہ عقیدے اور فکر ونظر کی ترجمان ہے۔احرار رہنماؤں نے مزید کہا کہ مجلس احرار اسلام اور تحریک ختم نبوت اسلامی قوانین واحکام کے عملی نفاذ کی مخلصانہ جدوجہد کرنے والوں کی تائید وحمایت کرے گی اور ملک کے اسلامی ونظریاتی تشخص کو تباہ کرنے والوں کے خلاف ہر ممکن جدوجہد جاری رہے گی۔

ساہیوال (۵؍اپریل) جامع مسجد اقصیٰ شہباز ٹاؤن ساہیوال میں منعقدہ سیرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کانفرنس کے مقررین مجلس احرار اسلام کے مرکزی سیکرٹری اطلاعات عبداللطیف خالد چیمہ، پاکستان شریعت کونسل کے رہنما مولانا محمد شفیع قاسمی، مولانا محمد حسین (ملتان)، قاری سعید ابن شہید، مولانا منظور احمد قاسم نے کہا ہے کہ مسلمان سیرت طیبہ صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل پیرا ہو کر ہی کامیاب وکامران ہو سکتے ہیں۔ ہماری تمام تر زبوں حالی کی بنیادی وجہ قرآن وسنت سے انحراف ہے۔ عبداللطیف خالد چیمہ نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ختم نبوت کا عقیدہ مسلمانوں کی وحدت کا مرکز ہے۔ انھوں نے کہا کہ فتنہ ارتداد کی سرکوبی کے لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لے کر تحریک ختم نبوت کے شہداء ومجاہدین تک نے گراں قدر خدمات انجام دی ہیں جب کہ موجودہ حکومت قادیانیوں سمیت ہر دین دشمن تحریک کو پرموٹ کر رہی ہے۔ انھوں نے علماء کرام اور دینی رہنماؤں پر زور دیا کہ وہ فتنۂ قادیانیت کی تباہ کاریوں سے امت کو محفوظ رکھنے کے لیے اپنا مثبت کردار ادا کریں۔ قاری سعید ابن شہید نے کہا کہ ضلع ساہیوال میں امن وامان کے حوالے سے پولیس کو اپنی غیر جانبداری یقینی بنانی چاہیے اور بلاتفریق قانون کی عمل داری قائم کرنی چاہیے۔ کانفرنس میں ایک قرارداد کے ذریعے مطالبہ کیا گیا کہ ساہیوال میں حسین آباد ٹاؤن میں بڑھتی ہوئی قادیانی ارتدادی سرگرمیوں کا قانون کے مطابق فوری سدباب کیا جائے اور امتناع قادیانیت ایکٹ پر عمل درآمد کی صورتحال بہتر بنائی جائے۔ اس موقع پر مولانا عبدالستار، مولانا منظور احمد، حافظ حبیب اللہ رشیدی اور دیگر حضرات بھی موجود تھے۔

☆☆☆

چیچہ وطنی (۱۸؍مئی) ختم نبوت لائرز فورم نے اعلان کیا ہے کہ آئین کی بالادستی اور عدلیہ کی آزادی کے لیے وکلاء کے شانہ بشانہ پرامن جدوجہد جاری رکھے گا۔ ختم نبوت لائرز فورم کا ایک اجلاس گزشتہ ماہ تحریک ختم نبوت کے ریجنل دفتر میں فورم کے صدر چودھری عبدالرزاق ایڈووکیٹ کی صدارت میں منعقد ہوا۔ جس میں وکلاء کے علاوہ مجلس احرار اسلام کے مقامی رہنما مولانا منظور احمد، چودھری محمد اشرف، محمد ارشد چوہان، حافظ محمد عابد مسعود ڈوگر، ابونعمان چیمہ اور دیگر حضرات نے شرکت کی۔ چودھری عبدالرزاق نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ۱۲؍مئی کو کراچی میں عدلیہ اور انسانیت کا جس طرح خون بہایا ہے اور جس طرح فسطائیت کا مظاہرہ کیا گیا ہے' تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ انھوں نے کہا کہ کراچی میں سڑکوں پر لاشے پڑے ہوئے تھے اور اسلام میں حکمران ٹولہ جشن منا رہا تھا۔ انھوں نے کہا کہ سیاسی جماعتیں موجودہ ڈکٹیٹرشپ کے خلاف جو کام چھے سال کی جدوجہد سے نہیں کرسکیں' وکلاء نے دو مہینوں میں حکومتی جبر کے خلاف منظّم بیداری پیدا کر دی ہے۔ اور یہ پرامن سلسلہ اپنی منزل پر پہنچ کر ہی دم لے گا۔ ختم نبوت لائرز فورم کے جنرل سیکرٹری محمد شہزاد، انجم کھوکھر ایڈووکیٹ نے کہا کہ پوری قوم چیف جسٹس کے ساتھ ہے اور آخری فتح تک وکلاء برادری اس جدوجہد کو جاری رکھے گی۔ انھوں نے کہا کہ عوام کی سوچوں پر پہرے بٹھانے والے اپنی رخصتی کا سامان اکٹھا کر رہے ہیں۔ ڈکٹیٹرشپ کے علمبردار اپنے منطقی انجام تک پہنچ کر رہیں گے۔ اجلاس میں ساہیوال میں وکلاء پر بہیمانہ تشدد کے ذمہ داران کے خلاف کارروائی کا مطالبہ کیا گیا ہے۔

☆☆☆

چیچہ وطنی (۱۶؍مئی) مجلس احرار اسلام پاکستان اور تحریک تحفظ ختم نبوت ضلع ساہیوال نے سانحۂ کراچی کے خلاف

گزشتہ ماہ کی ہڑتال کے بارے میں کہا ہے کہ عوام نے اس ہڑتال کے ذریعے موجودہ حکومت پر عدم اعتماد کی مہر تصدیق ثبت کردی ہے۔ تاہم ضرورت اس امر کی ہے کہ تمام محبِّ وطن سیاسی جماعتیں اور ممتاز شخصیات موجودہ حکومت کی رخصتی پر دل وجان سے متفق ہو جائیں اور انڈر ہینڈ ڈیلنگ کرنے والے عناصر کو اپوزیشن اپنی صفوں سے نکال باہر کرے۔ مجلس احرار اسلام کے زیر اہتمام سانحہ کراچی کے سلسلہ میں منعقدہ ایک احتجاجی اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے حافظ حکیم محمد قاسم، محمد ارشد چوہان اور ابو نعمان چیمہ نے کہا ہے کہ سترہویں ترمیم پر اپنی غلطی کا احساس کرنے والوں کو چاہیے کہ وہ اپنی جدوجہد کو پرفریب نعروں کی نذر کرنے کی بجائے حقیقی بنیادوں پر اپوزیشن کو متحد کریں۔ آئین کی بالادستی اور عدلیہ کی آزادی کی جدوجہد کو پرامن دائرے سے باہر نہ جانے دیں کیوں کہ بعض عناصر اپوزیشن کی جدوجہد کو سبوتاژ کر کے موجودہ حکومت کو دوام بخشنے کی خطرناک سازشوں میں مصروف ہیں۔ احتجاجی اجتماع میں ایک قرارداد کے ذریعے سپریم کورٹ کے اسسٹنٹ رجسٹرار کے قتل کے سانحے کی شدید مذمت کی گئی اور کہا گیا ہے کہ اسلام آباد میں سپریم کورٹ کے اسسٹنٹ رجسٹرار جیسی شخصیت کے قتل کے بعد کون اپنے آپ کو محفوظ خیال کرے گا؟ ایک اور قرارداد میں قاضی حسین احمد کے اس بیان کا خیر مقدم کیا گیا کہ جس میں انھوں نے کہا ہے کہ سترہویں ترمیم کے مسئلہ پر ایم ایم اے دھوکے میں آ گئی تھی، قوم سے معافی چاہتے ہیں۔ ایک مزید قرارداد میں ساہیوال کے وکلاء پر تشدد کے مسئلہ پر وکلاء برادری کے مؤقف کی مکمل تائید وحمایت کا اعلان کیا گیا اور مطالبہ کیا گیا کہ وکلاء پر بہیمانہ تشدد کرنے والے سرکاری اہلکاروں پر بلاتاخیر مقدمہ درج کیا جائے۔

☆☆☆

بورے والا (۲۰ ؍اپریل) مجلس احرار اسلام پاکستان کے مرکزی سیکرٹری اطلاعات عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا ہے کہ شہداء ختم نبوت کا خونِ بے گناہی ہم سے تقاضا کرتا ہے کہ ہم استعمار اور اس کے حاشیہ برداروں کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں قادیانیوں کو ایوانِ اقتدار کی کمین گاہوں میں چھپا کر جگہ دینے والے حکمران اپنے منطقی انجامِ بد کا انتظار کریں۔ وہ مرکزی جامع مسجد ڈی بلاک بورے والا میں تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء کے شہداء کی یاد میں ایک بڑے اجتماع سے خطاب کر رہے تھے۔ انھوں نے کہا کہ ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت کو پروان چڑھانے والے اور خون کی قربانی دینے والے تاریخ میں امر ہو گئے۔ جب کہ اُس وقت تحریک کو ریاستی قوت وتشدد سے کچلنے والے مسلم لیگی حکمران ذلیل ورسوا ہوئے۔ انھوں نے کہا کہ ۱۹۵۳ء کی تحریک کے شہداء کے مقدس خون کے صدقے ۱۹۷۴ء میں لاہوری وقادیانی مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا اور ۱۹۸۴ء میں امتناع قادیانیت ایکٹ نافذ ہوا۔ جب کہ موجودہ حکمران قانون تحفظ ناموسِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم اور قانون تحفظ ختم نبوت کو غیر مؤثر اور ختم کرنے کی خوفناک سازشوں میں مصروف ہیں اور سرکاری لیگ کے سیکرٹری جنرل مشاہد حسین سید اس کا اظہار بھی کر چکے ہیں۔ لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ موجودہ حکومت کی دین دشمنی اور قادیانیت نوازی ہی اس کے زوالِ حقیقی کا سبب بنے گی۔ انھوں نے کہا کہ ختم نبوت کا عقیدہ امت مسلمہ کے ایمان کا مسئلہ ہے۔ اس مسئلہ پر غداری کرنے والے حکمران ہوں یا لادین سیاست دان دنیا وآخرت میں رسوا ہوں گے اور ایسے قوانین کو ختم کرنے والے خود ختم ہونے کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ بعد ازاں بورے والا پریس کلب میں صحافیوں سے غیر رسمی ملاقات میں انھوں نے کہا کہ غیر ملکی سرمائے پر چلنے والی این جی اوز اور ایم کیو

ایم سرکاری آشیر باد سے اسلامی شعائر وعقائد کا مذاق اڑا رہے ہیں۔انھوں نے کہا کہ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ملک میں لادینیت اور سیکولرازم کو فروغ دینے کے لیے سرکاری وسائل استعمال ہو رہے ہیں اور ملک کو اس کے قیام کے مقصد سے بہت دور لے جانے کی طویل دورانیے والی سازش پر عمل ہو رہا ہے۔ایک سوال کے جواب میں انھوں نے کہا کہ اب موجودہ حکمران کہہ رہے ہیں کہ عالمی اتحاد کو اگر ہم پر اعتماد نہیں تو یہ اتحاد ختم ہو جانا چاہیے۔ہم حکمرانوں سے پوچھتے ہیں کہ چھے سال قبل جب یہ عالمی اتحاد بنا تھا تو اس وقت ان کے کیا خیالات تھے؟ انھوں نے کہا کہ ''سب سے پہلے پاکستان'' کہنے والوں کو مایوسیوں اور ناکامیوں کے سوا کچھ نہیں ملا اور ان نامرادیوں کے بعد اب سب سے پہلے انھیں اپنے اقتدار کو بچانے کے لیے انھی سہاروں کی ضرورت ہے جن کو وہ ''نیب'' کے حوالے کر چکے ہیں۔انھوں نے کہا کہ اسلام کے نظام ریاست وسیاست کے عملی نفاذ کی پر امن جدوجہد کے علاوہ ہمارے پاس بچت اور کامیابی کا کوئی دوسرا آپشن نہیں ہے۔علاوہ ازیں جامعہ حنفیہ بورے والا کے پرنسپل قاری محمد طیب حنفی نے خالد چیمہ کے اعزاز میں ظہرانہ دیا اور اسلامک ایجوکیشن یونیورسٹی کے منصوبہ جات سے بھی آگاہ کیا۔

☆☆☆

چیچہ وطنی (۳۰/اپریل) شہر بھر کی ممتاز دینی وسماجی اور شہری شخصیات نے کہا ہے کہ اسلام امن وآشتی کا داعی ہے۔مسلمانوں پر دہشت گردی کا الزام لگانے والی قوتیں خود دہشت گردی کا موجب بن رہی ہیں۔دنیا کا بدلتا ہوا عالمی منظر ہم سے تقاضا کرتا ہے کہ ہم بلاتفریق اسلام کے تصورِ امن و یکجہتی کے مناد بن جائیں۔ان خیالات کا اظہار مجلس احرار اسلام چیچہ وطنی کے زیر اہتمام دارالعلوم ختم نبوت جامع مسجد میں پیر جی عبدالجلیل رائے پوری (مہتمم مدرسہ عزیز العلوم) کے اعزاز میں منعقدہ عصرانہ تقریب میں خطاب کرنے والے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مولانا محمد ارشاد، مسلم لیگ (ن) کے رہنما شیخ عبدالغنی، رائے نیاز محمد خان، مجلس احرار اسلام کے رہنما عبداللطیف خالد چیمہ اور حافظ محمد عابد مسعود ڈوگر نے کیا۔مرکزی انجمن تاجران کے صدر شیخ محمد حفیظ، حاجی حبیب الرحمٰن بھلر، مدرسہ تجوید القرآن کے پیر جی عبدالوحید، قاری عبدالرحمٰن، مولانا حبیب الرحمٰن، مولانا عزیز الرحمٰن، مولانا خلیل الرحمٰن، جامعہ علوم شرعیہ ساہیوال کے شیخ الحدیث مولانا محمد نذیر، مولانا احمد ہاشمی، صوفی نصیر احمد چیمہ، چودھری خادم حسین وڑائچ ایڈووکیٹ، چودھری عبدالرزاق ایڈووکیٹ، چودھری اختر علی ڈوگر، قاری محمد دین، مولانا محمد یار، قاری عبدالجبار، محمد ارشد چوہان، حافظ اسد الرحمٰن، سردار محمد نسیم ڈوگر، میر کاشف رضا، قاری محمد قاسم، مولانا منظور احمد، حافظ حبیب اللہ رشیدی، حاجی عیش محمد رضوان، ابومعاویہ سراج الدین صدیقی، حافظ عبدالقدیر، محمد ساجد سعید، بھائی محمد رشید چیمہ، محمد معاویہ رضوان، ابونعمان چیمہ، جاوید اقبال چیمہ، مولانا محمد رضوان اللہ امجد سمیت متعدد دیگر نمائندہ حضرات نے بھی شرکت کی۔تقریب کے تمام شرکاء نے اس امر پر اتفاق کیا کہ شہر میں امن وامان کے قیام کے لیے سب طبقات کو مل جل کر اپنا مؤثر کردار ادا کرنا چاہیے اور شرپسند عناصر پر کڑی نظر رکھنی چاہیے۔شرکاء نے اس کا بھی اظہار کیا کہ وہ نفاذ اسلام کی پر امن جدوجہد کے مکمل حامی ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے تمام مسائل کا حل ملک کے مقصد قیام یعنی اسلام کے عملی نفاذ میں مضمر ہے۔تقریب میں ایک متفقہ قرارداد کے ذریعے مطالبہ کیا گیا ہے کہ سرکاری انتظامیہ اور پولیس اپنی غیر جانبداری اور قانون کی بالادستی کو یقینی بنائے اور بے گناہ افراد کو بلاتاخیر رہا کیا جائے۔پیر جی عبدالجلیل نے بے گناہ افراد کی رہائی کے لیے تعاون کرنے والے تمام حضرات کا شکریہ ادا کیا۔

ادارہ

# مسافرانِ آخرت

☆ شیخ الحدیث مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ مدظلہ (اکوڑہ خٹک) کی اہلیہ صاحبہ انتقال کر گئیں۔

☆ جناب سید حباب ترمذی (کراچی) کی اہلیہ ۲ رمئی ۲۰۰۷ء کو انتقال کر گئیں۔ مرحومہ اپریل ۱۹۵۲ء میں جگر مراد آبادی کی سرپرستی میں شاہجہان پور یوپی (انڈیا) سے ماہ نامہ ''سب رنگ'' نکالا کرتی تھیں۔

☆ مجلس احرار اسلام چیچہ وطنی کے صدر محمد افضل خان کے بھائی محمد اکرم خان گزشتہ دنوں انتقال فرما گئے۔

☆ چیچہ وطنی میں مجلس احرار اسلام اور دارالعلوم ختم نبوت کے معاون خصوصی جناب رانا محمد لطیف گل کے والدِ گرامی رانا عبدالغفور کا انتقال ہو گیا۔

☆ محمد یوسف کھوکھر مرحوم (چنیوٹ) امیر شریعتؒ کے معتقد۔ ۶ رمئی ۲۰۰۷ء

☆ قاری محمد اختر رحمۃ اللہ علیہ (مہتمم مدرسہ حنفیہ پنجن کسانہ ضلع گجرات) کی ممتاز دینی شخصیت تھے۔ تمام عمر خدمتِ قرآنِ کریم میں بسر کی۔

☆ ہمارے معاون حاجی محمد بشیر صاحب برادر جیولرز اورنگ زیب روڈ بیرون دہلی گیٹ ملتان ۱۱ رمئی ۲۰۰۷ء کو انتقال کر گئے۔

☆ ہمارے معاون حاجی غلام حسین بلوچ ٹمبر مارکیٹ بھٹہ کالونی ملتان ۲۳ رمئی ۲۰۰۷ء کو انتقال کر گئے۔

قارئین سے درخواست ہے کہ تمام مرحومین کے لیے دعاء مغفرت اور ایصالِ ثواب کا اہتمام فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ تمام مرحومین کی مغفرت اور جنت الفردوس میں جگہ عطاء فرمائے۔ نیز تمام پسماندگان کو صبر جمیل عطاء فرمائے۔ آمین! (ادارہ)

## دارالعلوم ختم نبوت چیچہ وطنی کے لیے مزید جگہ کی خرید

مجلس احرار اسلام چیچہ وطنی کی بڑھتی ہوئی تعلیمی و تبلیغی اور دعوتی و تحریکی سرگرمیوں خصوصاً تعلیم و تربیت نشر و اشاعت، دعوت و ارشاد اور تحفظ ختم نبوت کے بڑھتے ہوئے کام کے پیش نظر دفتر احرار جامع مسجد بلاک نمبر 12 چیچہ وطنی سے متصل مشرقی جنوبی جانب پونے دو مرلے (لمبائی 30 فٹ، چوڑائی 16 فٹ تقریباً) پر مشتمل رہائشی جگہ آٹھ لاکھ پینتیس ہزار روپے (8,35,000) میں خریدی ہے۔ الحمدللہ حسبِ وعدہ 11 مئی 2007ء کو ادائیگی کردی گئی ہے۔ اب تک کی صورتحال کے مطابق تقریباً سوا سات لاکھ روپے مختلف احباب سے قرض لے کر ادائیگی کی گئی ہے جو واجب الادا ہے۔

آنجناب سے درخواست ہے کہ اس رقم کی ادائیگی میں خصوصی تعاون فرمائیں اور اپنے حلقہ احباب اور اہل خیر کو بھی توجہ دلائیں۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر سے نوازیں۔

(آمین یارب العالمین)

نوٹ: رقم بھیجتے وقت مد کی لازماً صراحت فرمائیں

کرنٹ اکاؤنٹ نمبر 3-1306 نیشنل بینک آف پاکستان جامع مسجد بازار چیچہ وطنی

اکاؤنٹ بنام: دارالعلوم ختم نبوت بلاک نمبر 12 چیچہ وطنی پاکستان

**Dar-ul-Ulloom Khat-e-Nabuwwat**

**Block No12, Chichawatni, Pakistan**

**email:ahrarkhatmenubuwwat@yahoo.com**

2 جمادی الاوّل 1428ھ ۔ 19 مئی 2007ء

0300-6939453,040-5482253

الداعی: عبداللطیف خالد چیمہ مدیر منتظم دارالعلوم ختم نبوت جامع مسجد بلاک نمبر 12 چیچہ وطنی پاکستان

# ہماری مطبوعات

## حیات امیر شریعتؒ

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ
کے سوانحی حالات و واقعات
مصنف: جانباز مرزا مرحوم ★ قیمت -/150 روپے

## اقبالیاتِ شورش

ہفت روزہ ''چٹان'' میں علامہ اقبال پر لکھے گئے آغا شورش کاشمیری کے
ادبی، تنقیدی، علمی و فکری اور تجزیاتی مضامین کا نادر مجموعہ
مرتب: مولانا مشتاق احمد　　قیمت: -/160 روپے

## سَیّدِی وَاَبِی

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ
کے سوانح اور جیل سے لکھے گئے بیٹی کے نام خطوط
تالیف وحواشی: بنتِ امیر شریعت　　قیمت:

صحابہ اور صحابیات رضی اللہ عنہم کے مبارک ناموں میں سے

## بچوں کے منتخب اور خوبصورت نام

ترتیب وتحقیق: سید محمد کفیل بخاری　قیمت: -/20 روپے

## امیر شریعت نمبر

ماہنامہ نقیب ختم نبوت کا یادگار تاریخی نمبر، جس میں امیر شریعت
سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ کی شخصیت کے مختلف پہلوؤں پر
بیش بہا مضامین شامل ہیں۔
ضخامت: 500 صفحات
قیمت: -/300 روپے

## احکام و مسائل

فرضیت و تاریخ جمعہ و عیدین ★ نکاح، عقیقہ کے خطبات و مسائل
نماز استسقاء، قنوت نازلہ، فطرانہ، صدقہ اور زکوٰۃ و عشر کے مسائل
پر ایک شاہکار تحقیقی کتاب　　قیمت -/250 روپے
مؤلف: جانشین امیر شریعت مولانا سید ابو معاویہ ابوذر بخاریؒ

## پاکستان کیا ہوگا؟

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کا
1946ء میں اردو پارک دہلی میں یادگار خطاب
قیمت: 10 روپے

## سیلِ افکار (زیر طبع)

ابن امیر شریعت سید عطاء المحسن بخاری رحمہ اللہ کے فکر انگیز
اخباری کالموں کا مجموعہ　　مرتب: سید محمد کفیل بخاری

## آزادی کی انقلابی تحریک

جنگ عظیم 1939ء کی فوجی بھرتی کے خلاف
مجلس احرار اسلام کی عظیم تحریک پر پہلی تحقیقی کتاب
مؤلف: محمد عمر فاروق　★　قیمت -/150 روپے

## شعلۂ گفتار (زیر طبع)

ابن امیر شریعت سید عطاء المحسن بخاری رحمہ اللہ کے
دینی، علمی، تاریخی اور سیاسی خطبات کا مجموعہ
مرتب: سید محمد کفیل بخاری

**بخاری اکیڈمی دارِ بنی ہاشم، مہربان کالونی، ملتان　فون: 061-4511961**

بیاد مجدد بنی ہاشم سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ ـــــ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ

بانی
سید عطاء المحسن بخاری رحمتہ اللہ علیہ
قائم شدہ
28 نومبر 1961ء

# مدرسہ معمورہ

## دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

- دارالقرآن
- دارالحدیث
- دارالمطالعہ
- دارالاقامہ

کی تعمیر میں حصہ لیں

**الحمدللہ**

مدرسہ معمورہ اپنے تعلیمی وفکری سفر پر گامزن ہے اور تسلسل کے ساتھ ترقی کررہا ہے۔طلباء کے لیے مدرسہ معمورہ اور طالبات کے لیے جامعہ بستانِ عائشہ میں حفظ وناظرہ قرآن، درسِ نظامی اور پرائمری ومڈل شعبوں میں تعلیم جاری ہے۔

طلباء کی درس گاہوں، رہائش، دفتر اور لائبریری کے لیے 24 کمروں پر مشتمل دومنزلہ عمارت کی تعمیر شروع کی جارہی ہے۔لاگت فی کمرہ دولاکھ پچاس ہزارروپے ہے۔صدقہ جاریہ میں حصہ لیں اور نقد وسامانِ تعمیر دونوں صورتوں میں تعاون فرماکراجر حاصل کریں۔

رابطہ
061 - 4511961
0300-6326621
majlisahrar@yahoo.com
majlisahrar@hotmail.com

ترسیلِ زر
بذریعہ بینک: چیک یاڈرافٹ بنام سید محمد کفیل بخاری مدرسہ معمورہ
کرنٹ اکاؤنٹ نمبر 2-3017 یوبی ایل کچہری روڈ ملتان
بذریعہ آن لائن: 2-3017-010 بینک کوڈ: 0165

الداعی الی الخیر
ابن امیر شریعت سید عطاء المہیمن بخاری
امیر
مجلس احرار اسلام
پاکستان

Designed by
0321-6358191